اداریہ

غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

”جماعتی سطح پر تو یہ خدمت انسانیت حسب توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمت خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے تو وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن سے خدمت انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹرز اور اساتذہ بھی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ الحمدللہ

لیکن میں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آ سکتا ہے۔ میں اُسے کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ

اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے۔ جس کو آپ سنبھال بھی نہ سکیں گے“۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲؍ ستمبر ۲۰۰۳ء)

بچپن کر اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے قادیان میں موت کے دن تک آ بیٹھے اور ہر وقت حاضر ہیں۔ اگر میں چاہوں تو مشرق میں بھیج دوں یا مغرب میں۔

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

''مولوی حکیم نورالدین صاحب تو ہمارے اس سلسلہ کے ایک شمع روشن ہیں۔ ہر روز قرآن شریف اور حدیث کا درس دیتے ہیں اور اس قدر معارف حقائق قرآن شریف بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ خدا کی مدد نہیں تو اور کیا ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم 156, 157)

عظیم الشان فضل

''مجھ کو آنمخدوم کے ہر ایک خط کے پہونچنے سے خوشی پہنچتی ہے کیونکہ میں جانتا ہوں خالص دوستوں کا وجود کبریت احمر سے عزیز تر ہے اور آپ کا دین کے لئے جذبہ اور ولولہ اور عالی ہمتی ایک فضل الٰہی ہے جس کو میں عظیم الشان فضل سمجھتا ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلشانہ آپ سے اپنے دین میں پہلے درجہ کی خدمتیں لیوے''۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ دوئم صفحہ 26 مکتوب نمبر 19)

بے نظیر خلوص

''سچ تو یہ ہے کہ میں نے اس زمانہ میں یہ خلوص ومحبت و صدق قدم بجز دین کسی دوسرے میں نہیں پایا اور آپ کی عالی ہمتی کو دیکھ کر خداوند کریم جلشانہ کے آگے خود منفعل ہوں۔ خداوند کریم عظیم الشان رحمتوں کی بارش سے آپ کے پودہ آمال دنیا و آخرت کو بارور کرے۔ جس قدر میری طبیعت آپ کی للّٰہی خدمات سے شکر گذار ہے مجھے کہاں طاقت ہے کہ میں اس کو بیان کر سکوں''۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم، حصہ دوئم صفحہ 45)

فاروقی ہو کر صدیقی عمل

''اب وقت ہے کہ تمہارے ایمان مضبوط ہوں اور کوئی زلزلہ اور آندھی تمہیں ہلا نہ سکے۔ بعض تم میں ایسے بھی صادق ہیں کہ انہوں نے کسی نشان کی اپنے لئے ضرورت نہیں سمجھی گو خدا نے اپنے فضل سے ان کو سینکڑوں نشان دکھا دیئے لیکن اگر ایک بھی نشان نہ ہوتا تب بھی وہ مجھے صادق یقین کرتے اور میرے ساتھ تھے چنانچہ مولوی نورالدین صاحب کسی نشان کے طالب نہ ہوئے انہوں نے سنتے ہی آمنّا کہہ دیا اور فاروقی ہو کر صدیقی عمل کر لیا۔ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ شام کی طرف گئے ہوئے تھے۔ واپس آئے تو راستہ میں ہی آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت کی خبر پہنچی وہیں انہوں نے تسلیم کر لیا''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 55)

صالح اور راست باز

بچوں کو تعلیم کے لئے قادیان بھجوانے کے فوائد بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''مولوی (نورالدین) صاحب کی عمدہ عمدہ باتوں اور نصیحتوں اور درس کے سننے سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جب بچپن سے ہی ان طالب علموں کے کانوں میں صالح اور راستباز استادوں کی آواز پڑتی ہے تو اس سے وہ متاثر ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ دین داری کی طرف ترقی کرتے رہتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 310)

صفائی ایمان کا حصہ ہے

(مکرم مظفر احمد شہزاد صاحب۔ محمود آباد میرپورخاص)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

''اللہ اُن سے جو اس کی طرف بار بار رجوع کرتے ہیں اور جو (ظاہری و باطنی) صفائی رکھنے والے ہیں اُن سے (بھی) یقیناً محبت کرتا ہے''۔ (سورۃ البقرہ:۲۲۳)

اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ نماز کے کھڑے ہونے کے متعلق ظاہری صفائی کرنے کا حکم دیا ہے مگر یہی امور ہماری عام روزمرہ کی زندگی میں صفائی کی بہتری کا سبب بنتے ہیں۔ سورۃ النساء میں ہے۔

''اے ایماندارو! جب تک تم اپنے حواس میں نہ ہو، نماز کے قریب نہ جاؤ، اس وقت تک کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو اُسے سمجھنے (نہ) لگو اور نہ ہی جنبی ہونے کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) جب تک نہا (نہ) لو، سوائے اس کے کہ تم راستہ پر چل رہے ہو اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضروریہ سے آیا ہو (اور تم کو پانی نہ ملے) اور تم عورتوں سے ہم صحبت بھی ہو چکے ہو (یعنی جنبی ہو) اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو (یعنی تیمم کرو۔) پھر (تم ان مٹی والے ہاتھوں کو) اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر ملو۔ اللہ یقیناً بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے''۔ (سورۃ النساء:۴۴)

ہمارے نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ زندگی گواہ ہے کہ آپ ظاہری و باطنی لحاظ سے کس قدر اعلیٰ شان کے مالک تھے۔ نہ صرف آپ خود پاک و صاف رہتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے اور قرآن مجید کی اس آیت پر بطریق احسن عمل کرتے۔ ''اور اپنے پاس رہنے والے لوگوں کو پاک کر''۔ (سورۃ المدثر:۵)

ظاہری صفائی اور نظافت کے متعلق نبی پاک ﷺ کے زریں ارشادات مندرجہ ذیل احادیث سے پیش ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (مسلم کتاب الطھارۃ باب فضل الوضوء)

اسی طرح حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دس باتیں فطرت انسانی میں داخل ہیں۔ مونچھیں تراشنا، داڑھی رکھنا، مسواک کرنا، پانی سے ناک صاف کرنا، ناخن کٹوانا، انگلیوں کے پورے صاف رکھنا، بغلوں کے بال لینا، زیرناف بال لینا، استنجاء کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ میں دسویں بات بھول گیا ہوں۔ شاید وہ (کھانے کے بعد) کلی کرنا ہے۔ (مسلم کتاب الطھارۃ باب خصال الفطرۃ)

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے زندگی کے ہر پہلو پر ہمیں ہدایات سے نوازا۔ بیت الخلاء جانے کے وقت آپؐ نے ایک مختصر لیکن جامع دعا سکھلائی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ۔ اے میرے خدا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، نقصان پہنچانے والے گندے خیالات اور جراثیم سے اور نقصان پہنچانے والی گندگیوں اور بیماریوں سے۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء عند الخلاء)

اسی طرح دانتوں کی صفائی کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا:۔

”اگر میری امت پر (یہ کام) گراں نہ ہوتا تو میں ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا“۔

(بخاری کتاب الجمعہ باب السواک یوم الجمعہ)

یہاں یہ امر بیان کرنا بھی زیادتِ علم کا باعث ہوگا کہ آنحضور ﷺ نے اپنے آخری وقت میں جو سنت ہمیں عطا کی وہ آپ ﷺ کا مسواک کرنا ہے۔

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا:-

”مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے“۔ (نسائی باب الترغیب فی السواک)

ظاہری اور باطنی دو قسم کی طہارتیں ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اگر کوئی شخص ظاہری پاکیزگی اور طہارت کو ملحوظ نہیں رکھتا تو وہ صحیح معنوں میں قلبی طہارت بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:-

”اللہ تعالیٰ چوری کے مال سے صدقہ اور بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کرتا“۔

(سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء)

ایک جگہ آنحضور ﷺ مسواک کرنے کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”مسواک کرنا لازم پکڑو۔ مسواک کیا ہی اچھی چیز ہے۔ وہ دانتوں کی زردی کو دور کرتا اور بلغم کو اکھیڑتا ہے اور آنکھوں کو روشن کرتا اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے اور بدبو کو دور کرتا ہے اور مصلح معدہ اور باعث اضافہ درجات جنت اور موجب تعریف ملائکہ ہے اور خدا تعالیٰ کو راضی کرنے اور شیطان کو ناراض کرنے کا ذریعہ ہے“۔ (فیض القدیر جلد ۴ صفحہ ۳۳۲ طبع اول ۱۹۳۸ء)

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کامل غلام امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی مسواک بہت پسند فرماتے تھے۔ تازہ کیکر کی مسواک کرتے تھے اور بعض اوقات نماز اور وضو کے اوقات کے علاوہ بھی استعمال کرتے تھے۔ مسواک کے علاوہ بھی مختلف چیزوں سے دن میں کئی دفعہ دانتوں کو صاف کرتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد ۳ صفحہ ۱۰۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفائی کی افادیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”جو لوگ اپنے گھروں کو خوب صاف رکھتے ہیں اور اپنی بدرؤوں کو گندہ نہیں ہونے دیتے اور کپڑوں کو دھوتے رہتے ہیں اور خلال کرتے اور مسواک کرتے اور بدن پاک رکھتے ہیں اور بدبو اور عفونت سے پرہیز کرتے ہیں وہ اکثر خطرناک وبائی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں“۔ (ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۷)

اسلام نہ صرف اپنے جسم کی صفائی کا حکم دیتا ہے بلکہ اپنے ماحول کو بھی صاف ستھرا رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:-

”گندگی کا احساس اسلام نے خود کرایا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے مساجد کے متعلق فرمایا ہے کہ ان میں تھوکو نہیں، ان میں بلغم نہ پھینکو اور کوئی بدبودار چیز کھا کر ان میں نہ آؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص پیاز یا لہسن کھا کر مسجد میں آتا ہے تو فرشتے مسجد سے بھاگ جاتے ہیں لیکن واقعہ تو یہ ہے کہ جہاں لہسن اور پیاز کے کھیت ہوتے ہیں فرشتے وہاں بھی جاتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کے اس قول کا کیا مطلب؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ فرشتے ایسے آدمیوں کی دعاؤں کو آسمان تک نہیں لے جاتے جو بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں آتے ہیں اور دوسروں کی تکلیف کا موجب بنتے ہیں“۔ (خطبہ جمعہ ۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کے حکم اور نبی کریم ﷺ کی نصائح کے مطابق صفائی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

برصغیر پاک و ہند میں نصف صدی قبل رقوم لکھنے کی قدیم طرز

(مکرم جمیل الرحمن رفیق صاحب)

آج سے تقریباً نصف صدی پہلے تک روپوں پیسوں کو عام معروف ہندسوں میں لکھنے کی بجائے ایک خاص طرز تحریر میں لکھا جاتا تھا۔ جس کا عام رواج تھا اور لوگ ان علامات سے خوب واقف تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات میں بھی بالعموم رقوم اسی طرز تحریر میں درج ہوئی ہیں جو اس وقت رائج تھی۔ آج کل کا قاری اس طرز تحریر سے واقف نہیں۔ لہذا ذیل میں اس طرز تحریر کی تفصیل درج کی جاتی ہے تا کہ سلسلے کی کتب پڑھتے ہوئے ایسی رقوم کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

اس زمانے میں ایک روپیہ کے سولہ آنے ہوتے تھے اور ایک آنہ چار پیسوں کا تھا۔ آج کی طرح ایک روپے کے سو پیسے نہیں ہوا کرتے تھے۔ سو ہم ایک پیسے سے بات شروع کرتے ہیں۔

ایک پیسہ لکھنے کے لئے چھوٹی سی لکیر (Dash) لکھی جاتی تھی۔ (یعنی [illegible]) ڈیش کے آگے چھوٹی سی ٹیڑھی لکیر کا اضافہ کیا جاتا تھا۔

دو پیسے کے لئے نقطہ اور ساتھ ٹیڑھی لکیر یعنی [illegible] تین پیسے ظاہر کرنے کے لئے اوپر والی دونوں علامتیں اس طرح اکٹھی لکھی جاتیں [illegible] چار پیسے کا ایک آنہ تھا ایک آنہ اس طرح لکھتے [illegible] ایک آنے سے لے کر پندرہ آنے تک اسی طرح عام رقم لکھ کر آگے ٹیڑھی لکیر ڈالتے ([illegible])۔

سولہ آنے کا ایک روپیہ تھا۔ ہماری جماعت میں چندہ عام آمد کا سولہواں حصہ ادا کیا جاتا ہے۔ یعنی ایک روپیہ میں سے ایک آنہ۔ ایک روپیہ اس طرح لکھا جاتا تھا [illegible]

ایک روپیہ سے نو روپیہ تک یہ علامات مستعمل تھیں۔

[illegible]

دہائیوں کے لئے انہی اکائیوں میں معمولی ترمیم کی جاتی ہے۔ اکائی کے آخر کو گول کر دیا جاتا ہے۔

[illegible]

یہاں قابل نوٹ بات یہ ہے کہ اسی (۸۰) کی علامت [illegible] کی بجائے [illegible] مقرر ہے یہ استثناء ہے۔

گیارہ سے انیس تک کے لئے دس کی علامت ([illegible]) کے نیچے ایک سے نو تک کی علامت معمولی ترمیم کے ساتھ درج کی جاتی ہے، سوائے گیارہ کے۔ گیارہ اس طرح لکھا جاتا ہے۔ [illegible] بارہ سے انیس تک یہ صورت ہوگی۔

[illegible]

مغرب سے ایک سچی کہانی

میں اسے کبھی نہیں بھول سکتی

(ترجمہ مکرم شمیم احمد خالد صاحب۔ستارہ امتیاز ملٹری)

ہم ٹرین میں اکٹھے سفر کررہے تھے کہ اچانک اُس نے اخبار سے سر اٹھایا اور پوچھا۔کیا پڑھ رہی ہو؟

آئیون ہو(Ivan Hoe)۔میں نے جواب دیا۔

کوئی فقرہ تو سناؤ؟

میں نے سنانا شروع کیا تو اُس نے وہیں سے اُسے اچک لیا اور پھر آئیون ہو ناول کے کئی صفحات زبانی سنا دیئے۔اُس نے یہ کتاب 19 برس کی عمر میں زبانی یاد کرلی تھی۔ جب اُس نے انگریزی زبان سیکھنا شروع کی تھی۔ اب اس کی عمر 60 سے کچھ اوپر تھی لیکن اب بھی وہ پرانی ازبر کردہ تحریرات کو ایسے دہراتا تھا جیسے کتاب سے پڑھ رہا ہو۔ ہنری شلیمان (Henry Schliemann) کو سترہ زبانوں پر دسترس حاصل تھی۔ہر زبان کی دو دو کتابوں کو اُس نے حفظ کیا ہوا تھا۔

میں اُس کی بیٹی ہوں۔وہ اپنے دور کا بہترین زبان دان تھا۔ علاوہ ازیں علم آثار قدیمہ کا جینئس۔اس نے یہ علم کہیں سے بھی نہ سیکھا تھا۔ اس کے باوجود اُس نے زمانہ قدیم کے نامور یونانی شاعر ہومر (Homer) کے مشہور شہر ٹرائے (Troy) کے اصل کھنڈرات دریافت کئے اور مائی سینی (Mycenae) میں جرنیل آغا میمنوں (Agamemnow) کی گمشدہ قبر کو بھی ڈھونڈ نکالا۔

میرا نہیں خیال کہ دنیا کے کسی اور محقق سیاح نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے ٹارگٹ کا تعین کیا ہو اور پھر چوالیس سال بعد سچ مچ اسے پا بھی لیا۔قسمت کی بات لگتی ہے کہ 1830ء میں اسی خوابیدہ آنکھوں والے جرمن لڑکے کو اس کے باپ نے اینکرشیگن (Anchorshagen) کے پادری خانہ میں پومپیائی میں جاری کھدائی کے بارے میں بتایا اور پھر ہومر کی کتاب سے ٹرائے کی جنگ کے حالات سنائے۔ ”کیا معلوم، وقت کے ساتھ ٹرائے کے کھنڈرات بھی پومپیائی کی طرح نکل آویں“ لڑکے نے آہ بھر کر کہا۔ باپ نے نفی میں سرہلایا اور کہا ”ٹرائے اگر کبھی سچ مچ تھا بھی تو اسے جلا کر خاکستر کردیا گیا تھا“۔

چند روز بعد لڑکے نے تاریخ کی ایک کتاب میں ایک ڈرائینگ دیکھی جس میں ٹرائے کو جلتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ پتھر کے بڑے بڑے صدر دروازے،موٹی موٹی دیواریں۔ یہ کیسے جل سکتی تھیں؟باپ کا خیال تھا کہ یہ تصویر آرٹسٹ نے خیالی بنائی تھی لیکن بیٹے کے ذہن سے یہ خیال محو نہ ہوسکا کہ ”ٹرائے اپنی جگہ پر موجود ہے۔کہیں نہ کہیں“۔ اس کو یقین تو تھا ہی، اس دن سے اس کا ارادہ مزید پختہ ہوگیا کہ وہ ضرور کبھی ٹرائے کی دیواروں کا سراغ لگائے گا۔

جب وہ بارہ سال کا ہوا تو غربت کے باعث اسے سکول چھوڑ کر کریانے کی دکان پر نوکری کرنا پڑی۔ چار سال تک اُس نے صبح پانچ بجے سے رات گیارہ بجے تک صرف کھانے اور رہائش کے معاوضہ پر وہاں کام کیا جب کہ تنخواہ کچھ نہ تھی۔

پانچویں سال میں جب اس کا الاؤنس شروع ہوا تو بدقسمتی سے ایک بہت وزنی پیپے کو اٹھاتے ہوئے اس کی چھاتی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ چنانچہ نوکری جاتی رہی۔ اب وہ کچھ اٹھانے کے قابل بھی نہ رہا۔ اس کے بعد وہ ہمبرگ چلا گیا۔ وہاں بندرگاہ پر اسے ایک دخانی بجرے پر جو سمندر پار وینز ویلا جارہا تھا بطور کیبن بوائے ملازمت مل گئی۔

بجرے کی قسمت نے یاوری نہ کی۔ کھلے سمندر میں پہنچا ہی تھا کہ طوفانی ہواؤں نے آ دبوچا اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ کیبن بوائے نے ایک خالی ڈرم کا سہارا لیا اور غرق ہونے سے بچ گیا۔ یخ بستہ لہریں کئی گھنٹوں تک اُسے اِدھر اُدھر لیے پھرتی رہیں اور بالآخر نیم مردہ حالت میں ہالینڈ کے ساحل پر پھینک گئیں۔ جرمن قونصل نے اُسے دو روپے سکہ رائج الوقت کرایہ دیا تا ایمسٹرڈیم چلا جاوے۔ ہنری جو ہالینڈ کی ڈچ زبان بھی نہ جانتا تھا لاغر اور زخمی حالت میں کام کی تلاش میں نکل پڑا۔ چند روز بعد 'چھوٹے' کے طور پر اُسے معمولی سی نوکری مل تو گئی لیکن اس سے بمشکل کھانا ہی چلتا تھا۔ بہر حال وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے وطیرہ بنا لیا کہ سڑک پار کرنے کے سگنل پر اگر چند سیکنڈ بھی رکنا پڑ جاتا تو وہ کتاب نکال لیتا اور اس غیر ملکی زبان کے چند الفاظ یاد کر لیتا۔ اس طرح پہلے سال میں اُس نے ڈچ فرانسیسی اور انگریزی زبانیں سیکھ لیں۔ بعد ازاں چھ چھ ہفتوں میں یکے بعد دیگرے سپینش، اطالوی اور پرتگیزی زبانیں سیکھیں۔

بھاگ دوڑ کرنے والے 'چھوٹے' کے طور پر وہ کچھ زیادہ کامیاب نہ رہا لیکن اب اُسے سات زبانیں آتی تھیں۔ چنانچہ اُس نے شروڈر اینڈ کمپنی برآمد کنندگان کی ایک فرم کا دروازہ کھٹکھٹایا تو وہاں اُسے ہاتھوں ہاتھ لے لیا گیا اور اس کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا۔ شروع شروع میں حساب کتاب رکھنا اور خطوط لکھنا اس کے ذمہ لگایا گیا لیکن اس کی جلد جلد ترقی ہوئی اور دو سال میں ہی اُسے ایک افسر بنا دیا گیا۔ اس دوران اُس نے روسی زبان سیکھ لی چنانچہ مزید دو سال بعد اُسے روس کے شہر سینٹ پیٹرز برگ میں شروڈر اینڈ کمپنی کا نمائندہ بنا کر متعین کر دیا گیا۔ بعد ازاں ۲۷ سال کی عمر میں اس نے غیر ملکی تجارت کا ذاتی کاروبار شروع کیا اور جلد ہی بہت کامیابی اور شہرت حاصل کر لی۔

زبانوں کے علم کے باعث وہ بین الاقوامی ماحول میں بہت سہولت محسوس کرتا۔ دنیا میں ملک ملک جاتا اور جہاں بھی جاتا غیریت محسوس نہ کرتا۔ بزنس مین ہونے پر اُسے فخر تھا۔ دیانت اور سچائی اُس کے پختہ اصول تھے۔ ہاں ان اوصاف پر سختی سے قائم ہونے کے باعث اس میں کچھ خود پسندی اور تحکم بھی آ گیا۔ چونکہ خود محنتی اور تیز رو تھا اس لئے سست رو لوگوں کیلئے اس میں برداشت کی کمی تھی۔

اپنے مقاصد میں گہری دلچسپی کے باوجود اُس نے بزنس کو کبھی سر پر سوار نہ ہونے دیا۔ تجارت میں کامیابی کے باوجود اُسے افسوس تھا کہ اس کی جوانی کے سال دولت کمانے میں ضائع ہوئے اور وہ زندگی کے مقاصد اور علم کے حصول میں پیچھے رہ رہا تھا۔ چنانچہ اس نے ماڈرن اور قدیم یونانی زبانیں بولنا اور لکھنا سیکھ لیں۔ اُس نے عربی زبان بھی سیکھی اور قرآن بھی حفظ کر لیا۔ اپنی عربی دانی ثابت کرنے کے لئے اس نے مکہ کا سفر اختیار کیا۔ ترکی چوغہ زیب تن کیا۔ جائے نماز بغل میں دبایا اور قرآن کا ورد کرتے ہوئے مسلمانوں کے مقدس ترین معبد کعبہ میں پہنچ گیا۔ مزید احتیاط کے طور پر اُس نے ختنہ بھی کروا لیا ورنہ اگر وہ پکڑا جاتا تو بطور کافر اس کی گردن یقیناً اڑا دی جاتی۔

چالیس سال کی عمر میں اس نے بزنس بند کر دیا اور ٹرائے کے کھنڈرات کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ سب سکالر اس کے خلاف تھے۔ بعض کا خیال تھا کہ ٹرائے شہر کا دراصل کوئی وجود ہی نہ تھا۔ دوسروں کی رائے یہ تھی کہ یہ شہر وہاں نہیں تھا جہاں وہ اسے ڈھونڈنے نکلا تھا۔ ان سب کا خیال تھا کہ ہنری ایک نوآموز جوشیلا شخص ہے۔ اُن کی یہ بات ویسے درست تھی۔ وہ جب دیکھتے کہ ہنری ہومر کی کتاب الیاڈ (ILiad) ہاتھ میں ایک نقشہ کی طرح اٹھائے اس کے مطابق قدموں سے فاصلے پیمائش کرتا پھرتا تو اس کا مذاق اڑاتے۔ ہنری نے اپنی تحقیق کا مرکز ٹرائے کے روایتی محل وقوع کی بجائے Hellespont کے ساحل کے قریب ایک پہاڑی کو بنایا۔ اس کا استدلال یہ تھا کہ الیاڈ میں لکھا تھا کہ یونانی ملاح دن میں شہر اور جہاز کے دو تین چکر لگاتے تھے۔ نیز یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اوڈیسز (Odyssuss) جب جنگ کے لئے نکلا تو دلدل کے پرندے کی آواز اس نے سنی۔

اب اس کو صرف ضرورت تھی تو ایک ساتھی کی جو اس جستجو، ایقان اور کاوش میں اس کا ساتھ دیتی۔ اسے یقیناً یونانی ہونا چاہیے تا الیاڈ کی مسحور کن زبان اس کی اپنی ہو۔ چنانچہ اس نے اپنے دوست آرچ بشپ آف پلوپونیسس (Ploponnesus) کو خط لکھا:

''میرے لئے بیوی تلاش کریں......غریب بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن ہو لائق فائق۔ اور ہو ہومر کی گرویدہ۔ یونانی نسل کی ہو۔ کالے بال ہوں۔ خوبصورت ہو تو اور بھی اچھا ہے لیکن میرا بڑا مطالبہ ہے کہ نرم اور محبت کرنے والا دل رکھتی ہو''۔

چنانچہ آرچ بشپ نے کئی تصویریں بھیجیں۔ اپنی غریب رشتہ داروں کی۔ اُس نے سترہ سالہ صوفیہ کا انتخاب کیا جو شکل سے بہت پیاری لگتی تھی۔ وہ تھی بھی بہت حسین۔

چنانچہ ہنری نے صوفیہ سے شادی کیلئے ایتھنز کا سفر اختیار کیا۔ وہاں صوفیہ کو پہلے تو ہومر کی قدیم یونانی میں ایک نظم سنانا پڑی۔ اس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اس کا ذہن اس کے حسن کی طرح اعلیٰ پائے کا تھا لیکن اسے اس سوال کا جواب بھی دینا پڑا کہ ''کس بات نے تمہیں مجھ سے شادی پر رضا مند کیا؟'' اس کا اُس نے سادگی سے جواب دیا کہ ''میرے والدین کا یہی مشورہ ہے کہ تم ایک امیر آدمی ہو''۔ یہ سن کر ہنری غصے سے باہر نکل گیا لیکن وہ اس کی اداپر دل دے چکا تھا۔ بعد میں اُسے یہ بھی پتہ چلا کہ وہ نہ صرف خود پیاری تھی بلکہ پیار کرنے والی بھی تھی۔

بچاری لڑکی (یعنی میری ماں) مجھے سنایا کرتی تھی کہ کس طرح تمہارے باپ نے مجھے ہنی مون کے دوران اٹلی اور فرانس کے عجائب گھروں میں گھسیٹا۔ اس نے مجھے زبانیں جلد جلد سیکھنے پر بھی مجبور کیا۔ جب تک میں سیکھ نہ گئی وہ فرانسیسی کے سوا ایک لفظ نہ بولتا تھا۔ جب فرانسیسی سمجھ آنے لگی تو مجھے انگریزی شروع کرا دی۔ شروع سالوں میں اُس جواں سال خاتون کے لئے اس ان تھک پر جوش اور لاابالی محقق کے ساتھ گزارا کرنا خاصا کٹھن تھا۔ ایک ابتلاء کی طرح تھا۔

مجھے خود یاد ہے کہ میرے لڑکپن کے دنوں میں ابو مجھے صبح پانچ بجے جگا دیتے تا میں گھڑسواری کر کے پانچ میل دور فالروں جاؤں اور سمندر میں نہا کر آؤں۔ ان کا خود بھی یہی معمول تھا۔ ابو نے ہمیں رہائش کے لئے ایک محل سا کھڑا کر دیا لیکن اس میں آرام دہ فرنیچر نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اپنے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی وانکسار

(مکرم درویش خان صاحب مندرانی)

جس وقت انسان نے رنگ ونسل کی تفریقات پر انسانی رشتے قائم کر لئے تھے اور ہر صاحب ثروت اور طاقتور، غریب اور مفلوک الحال انسانوں کے لئے گویا خدا بنا ہوا تھا۔ اس وقت فاران کی چوٹیوں سے وہ وجود جلوہ افروز ہوا جس نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا اور قعر مذلت سے اٹھا کر بام عروج تک پہنچا دیا۔ وہ ایک عظیم انسان کہ جس کی خاطر خالق کائنات نے ساری کائنات بنائی اپنے سر پر غربت دنیوی کا تاج سجا نظر آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو تحقیر اور استخفاف کی نظر سے نہ دیکھتے تھے بلکہ ہر وقت آپ کے چہرے پر ایک تبسم سا رہتا تھا۔ آپ اُس ابر کرم کی طرح تھے جو صرف پھولوں پر نہیں بلکہ کانٹوں پر بھی برستا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ غریب صحابہ جو ہر وقت پروانوں کی طرح آپ کے گرد جمع رہتے تھے آپ کی شفقت اور محبت کا مورد تھے۔ آپ اکثر ایسے صحابہ کی دلداری فرمایا کرتے تھے اور ان کا حوصلہ بڑھاتے تھے۔

"مجھے میری غربت پر فخر ہے"

دنیادار لوگ جب آپس میں ملتے ہیں تو پہلے اپنی دولت کا تعارف کراتے ہیں اور پھر اپنا تعارف کراتے ہیں مگر قربان جایئے اُس دو جہانوں کے سردار پر کہ جس نے اگر ساری زندگی میں کسی بات پر فخر کا اظہار فرمایا تو وہ آپ کی غربت تھی۔ آپ نے فرمایا "اَلْفَقْرُ فَخْرِی" یعنی مجھے میری غربت پر فخر ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے خداداد رعب کی وجہ سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اس پر شفقت کے پیکر اعظم یہ فرماتے نظر آتے ہیں:-

"ڈرو نہیں میں کوئی بادشاہ نہیں بلکہ میں تو صرف اُسی قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت (پکا کر) کھاتی تھی"۔ (الشفا للقاضی ابی الفضل عیاض)

یہ دنیاداروں کا اُصول ہے کہ اگر کوئی گمنامی کے گوشے سے نکل کر عروج شہرت پر پہنچ جائے تو اپنی پچھلی کمزوری کی حالت کی باتیں نہیں بتاتا، پچھلے حالات ظاہر نہیں کرتا مگر عجز وانکسار کے پیکر اعظم کمال عروج کے وقت یہ فرماتے نظر آتے ہیں کہ ہاں ایک وقت مجھ پر ایسا تھا کہ چند سکوں کے عوض اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

(بخاری کتاب الاجارۃ باب رعی الغنم علی قراریط)

فتح مکہ کے وقت عاجزی کا بے نظیر نمونہ

دنیاداروں کا اصول ہے کہ جب انہیں غلبہ حاصل ہوتا ہے تو وہ انسان کو انسان نہیں سمجھتے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب لوگوں کو اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوا تو انہوں نے خون کی ندیاں بہائیں اور کھوپڑیوں کے مینار تعمیر کئے مگر قربان جایئے اُس فاتح عالم پر کہ جب مکہ فتح ہوتا ہے تو ظالم مکہ والوں کے سامنے جبر اور قہر ظاہر نہیں کرتے بلکہ اونٹنی پر سوار ہیں اور انکسار کا یہ عالم ہے کہ سر جھکا ہوا ہے اور مبارک داڑھی

لئے انہوں نے ایک اونچا ٹیبل بنوا لیا جس کے سامنے کھڑے ہوکر وہ مطالعہ کیا کرتے۔ امی نے واضح اشارہ کے طور پر ابو کو ایک آرام دہ کرسی بنوا کر تحفۃً دی لیکن ابو نے اُسے لان میں رکھوا دیا۔

ابو صحت کے معاملے میں بہت حساس تھے۔ ایک دفعہ میرے چھوٹے بھائی کے بپتسمہ لینے کی تقریب تھی اور بہت سے معزز مہمان گرجا گھر میں جمع تھے۔ ابو نے اچانک جیب سے تھرمامیٹر نکالا اور مقدس پانی کا ٹمپریچر لینے کے لئے اُسے چاندی کے پیالے میں ڈبو دیا۔ اس پر کھسر پھسر کی خاصی بھنبھناہٹ سُنائی دی۔ پادری کی ناراضگی بھی واضح تھی۔ امی نے فوری مداخلت کی تو معاملہ رفع دفع ہوا۔

ایسے مزاج کے باوجود ابو بہت دلنواز اور فیاض تھے۔ بلکہ ایک لحاظ سے حلیم الطبع بھی تھے۔ رعونت سے نفرت تھی۔ دولت اور کامیابیوں نے انہیں دنیاوی طور پر صفِ اوّل میں لا کھڑا کیا تھا لیکن گھمنڈ نام کو نہ تھا۔ پھولوں اور جانوروں سے محبت رکھتے تھے۔ میں وہ دن بھول نہیں پاتی جب میں نے ان کی گلاب کی کیاری سے ایک پھول توڑ لیا۔ وہ مجھے پائیں باغ میں لے گئے جہاں طرح طرح کے گلاب کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ کہنے لگے جو پھول تم نے توڑا ہے وہ گلدان میں ایک دو روز بعد مرجھا جائیگا لیکن اگر وہ پودے کے ساتھ لگا رہتا تو کئی دن تک اس کا حسن برقرار رہتا اور تم اس سے لطف اندوز ہوتی رہتی۔ اب ستر سال ہونے کو ہیں میں نے کبھی کوئی پھول نہیں توڑا۔

میں ابھی گود میں تھی کہ ابو استنبول چلے گئے۔ وہاں انہوں نے عثمانی سلطنت کے ساتھ ٹرائے شہر کی کھدائی کیلئے مذاکرات کیے۔ شروع میں ایک ترجمان کی خدمات مستعار لیں لیکن دو ماہ میں ہی اتنی تُرکی سیکھ لی کہ مذاکرات کو خود پایہ اختتام تک پہنچایا۔ علم اثریات ابھی نیا نیا جاری ہوا تھا۔ کھدائی کے طریق ایجاد ہو رہے تھے۔ ابو نے ایک سو کارکنان کو اپنی تحقیق کے کام میں مدد کے لئے ملازم رکھا اور انہوں نے ابو کی منتخب کردہ پہاڑی کے گرد سوفٹ گہری خندق کھودنا شروع کردی۔ مجھے یقین ہے کہ نہ ابو کو اور نہ ہی امی کو اندازہ تھا کہ کھدائی کرتے کرتے تین سال لگ جائیں گے۔ اس پہاڑی میں مختلف لیول پر پتھر کے زمانہ سے اوپر نیچے نو مختلف شہر دبے ہوئے ہیں۔ نیچے آخری شہر سے اوپر کی سطح پر بالآخر وہ جلا ہوا صدر دروازہ اور دیواریں نمودار ہوئیں جو ہومر کے ٹرائے سے مطابقت رکھتی تھیں۔ اسی لیول پر ایک محل بھی نکلا لیکن وہ ابو کی توقع سے بہت چھوٹا تھا۔ اور کوئی خزانہ نہیں ملا۔ ابو کو اپنے محبوب ہومر کی مبالغہ آمیزی سے صرف نظر کرنا پڑی۔ بہر حال اُنہیں یہ تسلی تھی کہ کم از کم ہومر کی بیان کردہ کہانی وقوع پذیر ضرور ہوئی۔ جب انہوں نے یہ اعلان جاری کیا کہ ۱۸۷۴ء کے موسم بہار کے اختتام پر ۱۵ جون کو وہ کھدائی کی مہم بند کردیں گے تو اعلان میں افسوس کا اشارہ واضح تھا۔

۱۴ جون کی صبح ابو اور امی جلی ہوئی دیوار کے قریب گہری کھائی کے پاس کھڑے تھے۔ مزدوروں نے پانچ بجے صبح کام شروع کردیا تھا اور اب سورج کچھ اوپر آچکا تھا۔ کام کا آخری دن تھا۔ اچانک ان قدیم سوختہ اینٹوں کے درمیان سورج کی شعاع کسی چیز سے ٹکرا کر منعکس ہوئی۔ ابو نے امی کو کہا فوراً آجاؤ اور کام بند کرنے کے لئے پیڈوس Paydos کا اعلان کردو۔ اس آواز میں تحکم تھا۔ پیڈوس کا معنی ہے ''تفریح کا وقفہ''۔ ''سات بجے صبح؟'' امی نے حیران ہوکر پوچھا۔ ''ہاں۔ اور انہیں بتا دو کہ آج میری سالگرہ ہے۔ اس لئے آج چھٹی اور جب واپس آؤ تو شام کو

لینے والی اپنی سرخ شال لیتے آنا۔'' امی نے کوئی اور سوال نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ ابو کی مکمل اطاعت کرتیں۔ جب وہ واپس آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ ابو گھٹنوں کے بل مٹی سے بے پرواہ اپنے چاقو سے جلد جلد کھدائی کر رہے ہیں۔ وہیں اوپر ایک بہت بڑا پتھر لڑھکنے کی پوزیشن میں تھا لیکن ابو نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی۔ امی نے اس کے قریب ہی شال زمین پر پھیلا دی اور ابو نے ایک ایک کر کے نکلتے ہوئے قیمتی نوادرات اس پر رکھنے شروع کر دیئے۔ یہ وہ عظیم خزانہ تھا جسے دیکھ کر بعد میں دنیا حیران رہ گئی۔ اس میں دو تو سونے کے تاج تھے۔ سونے کے ۲۴ گلوبند۔ بہت سے آویزے، سونے کے بٹن، ایک سنہری بوتل، سنہری آبخورے جن کا مجموعی وزن ۶۰۱ گرام تھا، چار ہزار چھیاسٹھ مزین تختیاں اور ۱۲ ہزار اکہتر انگوٹھیاں۔ کیا کسی اور لڑکے کی خواب کبھی اتنی سچی نکلی ہے؟

جب وہ سائٹ سے واپس اپنے لکڑی کے کیبن میں آئے تو ابو نے شال سے لعل و جواہرات اٹھائے اور ان میں سے سب سے قیمتی جواہرات کو امی کے سر گردن اور کلائی پر پہنا دیا۔ اُن کو یقین تھا کہ ساری کامیابی کسی طور پر امی کی وجہ سے عطا ہوئی۔ ان کی محبت اور کامیابی ایک دوسرے سے الگ چیزیں نہ تھیں۔

ٹرائے میں کامیابی کے بعد ابو جنوبی یونان میں مائی سینی چلے گئے۔ مشہور تھا کہ یہاں جرنیل آغا میمنوں جس نے ہومر کی کہانی میں یونانی فوج کی قیادت کی تھی، کا محل تھا۔ وہاں بھی ابو نے پرانی کتابوں اور اپنی سمجھ کے مطابق ایسی جگہ کھدائی شروع کی جہاں جرنیل اور اس کے ساتھیوں کی قبریں ہو سکتی تھیں۔ ایک دفعہ ایکسپرٹ حضرات نے اُن کا مذاق اڑایا۔ پھر وہاں انہیں کچھ ملا بھی نہیں اور انہوں نے کام بند کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن آخری دنوں میں وہیں ان کو چھ قبریں ڈھانچوں سمیت مل گئیں۔ علاوہ ازیں وہاں بھی شاہی خزانہ ملا جس کے سونے کے زیورات اور جواہرات کی کیمت ٹرائے میں ملنے والے خزانہ سے پچاس گنا زیادہ تھی۔

کیا یہ قبریں واقعی آغا میمنوں اور اس کے ساتھیوں کی ہیں؟ اس میں ابھی بھی اختلاف ہے۔ لیکن یہ حتمی طور پر ثابت ہے کہ ٹرائے میں ابو کی کھدائی ایلاڈ کے سین سے زیادہ گہرائی میں کی گئی۔ ہومر کا ٹرائے نیچے سے اوپر چھٹا شہر تھا اور ہومر کے بیان کے مطابق ہی اس کی وسعت تھی۔ لہذا جو خزانہ ابو کے ہاتھ آیا وہ کسی ایسے شاہی خاندان کا تھا جو ملکہ ہیلن سے کئی صدیاں پیشتر ہو گذرا تھا۔ جب اس رائے کا اظہار کیا جاتا تو ابو ناراض ہو جاتے لیکن انہیں اپنی شہرت سے زیادہ صداقت اور حقیقت سے محبت تھی۔ چنانچہ اپنی بعد کی تحقیقات کے لئے انہوں نے ایک ماہر آثار قدیمہ کو اپنا مشیر بنا لیا۔ دونوں نے مل کر جو تحقیق کی اس سے بالآخر ثابت ہو گیا کہ واقعی ہومر کے شہر کے بارے میں ابو غلطی پر تھے۔ ان کی زندگی میں ابھی یہ بات پایہ ثبوت تک نہ پہنچی تھی سو انہیں اس کا اقرار کرنے کی توفیق نہ ملی لیکن زندگی کے آخری ایام میں وہ اپنے پہلے موقف پر سختی سے قائم نہ رہے۔ بلاشبہ ہنری شلیمن اپنے مشن میں کامیاب رہا۔ اس نے ہومر کے ٹرائے کی دیواریں ڈھونڈ نکالیں اور اس کے باعث آثار قدیمہ کے علم کو خوب ترویج ملی۔ اس علم کے اولین علماء میں اس کا نام ہمیشہ سب سے زیادہ تابندہ رہے گا۔

(بشکریہ ریڈرز ڈائجسٹ 1950ء)

☆☆☆

الحاج محمد افضل خان صاحب تُرکی (ربوہ کا پہلا پھل)

(مرسلہ: مکرم ومحترم سید عبدالحیٔ شاہ صاحب)

الحاج محمد افضل خان صاحب ترکی اپنے حالات زندگی یوں بیان کرتے ہیں:-

''میں ترکوں کے اُغور قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرا نام الحاج محمد افضل خان تُرکی ہے۔ مگر میں احمدیوں میں ترکی (صاحب) کے نام سے مشہور ہوں۔ شرقی ترکستان کے صوبہ کُھتن کے رئیس خان بہادر بدرالدین خان صاحب میرے دادا الحاج بہاؤالدین خان صاحب مرحوم کے بڑے بھائی تھے۔ یہ دونوں بھائی مختلف وقتوں میں برٹش گورنر رہے ہیں۔ خان بہادر بدرالدین خان صاحب کو خان بہادر کا خطاب کنگ جارج پنجم نے اس خوشی میں دیا تھا کہ انہوں نے ایک سوئس مشنری کو اور ان کے بیوی بچوں کو یارقند کے شہر میں عبداللہ خان نامی وار لارڈ نے زنجیروں سے باندھ رکھا تھا اور ان کو مکوں اور ٹھڈوں سے مارتا تھا اور کہتا تھا کہ تم ہمارے مذہب کو خراب کرنے ہمارے ملک میں آئے ہو اور قریب تھا کہ وہ ان کو قتل کر دیتا۔ اس وقت خان بہادر صاحب کُھتن سے آئے اور اُن کو اس مصیبت سے نجات دلوا کر ان کو ان کے ملک سوئٹزرلینڈ بخیر وعافیت واپس پہنچا دیا۔ یہ واقعہ ۱۹۳۳ء کا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ کمیونسٹوں نے ۱۹۴۵ء میں خان بہادر بدرالدین خان صاحب کو گلگت کی سرحد پر لا کر گولی سے مار کے شہید کر دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجھے ایک ملاقات کے موقع پر فرمایا کہ اُن کے شہید ہونے کی خبر سارے ہندوستان کے اخباروں میں چھپی تھی۔

الحاج بہاؤالدین خان صاحب مرحوم پہلے کاشغر کے صوبہ میں برٹش گورنر تھے بعد میں سلک روڈ کے سلسلہ میں اُن کو لداخ میں اقسقال بنا کر بھیجا تھا۔ (اقسقال ترکی زبان میں گورنر کو کہتے ہیں اور چیف کے مطلب میں بھی استعمال ہوتا ہے۔)

۱۹۴۵ء میں جب ہزاروں لاکھوں ترکستان کے ترک مہاجر ہو کر باہر نکلے تو بہاؤالدین خان صاحب کو بھی لداخ میں ہی ان کی مرضی کے مطابق آباد کر دیا گیا اور خان آف لداخ کا ان کو خطاب ملا۔

خطاب ''ربوہ کا پہلا پھل'' مجھے اُس دن ملا تھا جب حضرت مصلح موعود کے دست مبارک پر ربوہ شہر میں مجھے بیعت کرنا نصیب ہوئی۔ جبکہ حضور ربوہ کی سنگ بنیاد رکھنے ۱۹۴۸ء میں تشریف لائے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے وہاں پر بیعت کی توفیق بخشی اور اب میرے بعد احمدیوں کی تعداد ماشاءاللہ کروڑوں تک پہنچ گئی ہے۔ اس وقت میری عمر صرف چودہ یا پندرہ سال کی تھی''۔

(ماہنامہ اخبار احمدیہ برطانیہ، اپریل ۲۰۰۲ء)

ترکی صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ اور پھر ربوہ اور میٹرک کے بعد تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں زیر تعلیم رہے۔ گریجویشن کے بعد مشرقی افریقہ چلے گئے اور اب لندن میں مقیم ہیں۔

مجھے ربوہ کی بستی یاد آتی ہے

۱۹۴۸ء میں مرکز احمدیت ربوہ کی بنیاد رکھے جانے کے بعد اسی دن وہاں سیدنا حضرت مصلح موعود کے دست مبارک پر سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت مکرم الحاج محمد افضل خان ترکی صاحب کو حاصل ہوئی۔ ربوہ کی یادوں کے حوالہ سے کہی گئی آپ کی ایک نظم ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔

وفور علم سے معمور بستی یاد آتی ہے
محبت ان کی آنکھوں سے برستی یاد آتی ہے

بڑا بے چین رکھتا ہے مجھے پہلو میں دل میرا
میری یادوں کی مجھ میں چیرا دستی یاد آتی ہے

فضائے دہر ربوہ میں مسرت ہی مسرت تھی
وہاں پر دن پہ چڑھتی تھی مستی یاد آتی ہے

عجیب انسان بستے تھے وہاں درویش صورت کے
مجھے فرقت میں ان کی اونچی ہستی یاد آتی ہے

لٹا دیتے تھے وہ مال و متاع سب راہ عقبیٰ میں
مگر دنیا میں ان کی تنگ دستی یاد آتی ہے

انہیں پھولوں سے رغبت اور خوشبوان کی سیرت تھی
مگر کانٹوں کی تلخی ان کو ڈستی یاد آتی ہے

وہاں وحشت زدوں کا آج کل ہنگامہ طاری ہے
تشدد کی جہاں آتش برستی یاد آتی ہے

دہل جاتا ہے دل میرا اچانک بے خیالی میں
وہاں پر جب درندوں کی سی پستی یاد آتی ہے

میرے خوابوں میں اب بھی بے بسوں کی چیخ آتی ہے
یا ان پر ظلم کی زنجیر کستی یاد آتی ہے

مجھے لندن میں ترکی! اور تو کچھ بھی نہیں آتی
جو آتی ہے تو بس ربوہ کی بستی یاد آتی ہے

(ماہنامہ اخبار احمدیہ برطانیہ اپریل ۲۰۰۲ء صفحہ ۸)

VVVVVVVVVVVVVVVVVVVVV

ہمارے پیارے آقا کو خدا عمرِ خضر بخشے

فلک انوار حق سے پھر درخشاں ہونے والا ہے
مبارک مومنوں کو فضل رحماں ہونے والا ہے

دعاؤں پر ہماری پھر نگاہ ایزدی ہوگی
وہ اپنے خاص بندوں پر مہرباں ہونے والا ہے

کناروں پر سیاہ بادل کے دیکھی نقرئی جھالر
حصول زیست کا دنیا میں ساماں ہونے والا ہے

وہ مشعل لے کے جب نکلیں گے ان تاریک راتوں میں
تجلی پا کے ذرہ رشکِ خوباں ہونے والا ہے

غم ہستی سے انساں کو پریشانی نہیں ہوگی
حریم دل میں روشن نور ایقاں ہونے والا ہے

وہ جو تقلید باطل کے صنم خانہ کا باسی ہے
بھٹک کر راستی سے قید حرماں ہونے والا ہے

ہمارے پیارے آقا کو خدا عمرِ خضر بخشے
وجود ان کا مبارک وجہ ایماں ہونے والا ہے

چمن کے برگ وگل پر بھی بڑا احسان ہے ان کا
کہ ان کی آبیاری سے گلستاں ہونے والا ہے

یہ ان کے فیضِ انور کا فقط ادنیٰ کرشمہ ہے
ہمارا نام ترکی! مہر تاباں ہونے والا ہے

(الحاج محمد افضل خان ترکی)

(ماہنامہ اخبار احمدیہ برطانیہ فروری ۲۰۰۳ء صفحہ ۶)

قسط ششم

”شیخ عجم“ حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب

(محترم سید میر مسعود احمد صاحب)

کشفی واقعات

حضرت صاحبزادہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں بارہا آسمان پر گیا ہوں اور لوگ جو سات آسمان بتاتے ہیں ان سے کہیں زیادہ آسمان ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آسمان میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر دیکھا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں جنت میں بہت دفعہ داخل ہوتا ہوں اور میوے کھاتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تمہارے واسطے بھی پھل لاؤں۔ میخواہم از جنت چیز ہائے برائے شما آوردم۔ مگر فرمایا مجھے اجازت نہیں۔

(روایت مولوی عبدالستار خان صاحب۔ اخبار الحکم ۱۴ دسمبر ۱۹۳۵ء)

مولوی عبدالستار خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں جو باتیں لوگوں کو سناتا ہوں اس سے بہت کم درجہ کی باتوں پر بھی لوگوں کو قتل کر دیا جاتا ہے کیونکہ خدا کی قدرت سے جب میں یہ باتیں کرتا ہوں (تو حکمت کے طریق پر کرتا ہوں) مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔

پھر فرمایا: لیکن جب اللہ تعالیٰ کو میرا مارنا منظور ہوگا تو یہ حکمت کا طریق مجھ سے چھین لیا جائے گا۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ دوم صفحہ ۱۴)

مولوی عبدالستار خان صاحب معروف بہ بزرگ صاحب کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ہم نے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کو پہچانا تھا اور اس کے دروازے کی زنجیر کھٹکھٹاتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں کھٹکھٹانے کی ترکیب بتائی ہے کہ اس طرح کھٹکھٹاؤ تو دروازہ کھولا جائے گا۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ پہلے بھی کبھی کبھی حضرت رسول کریم ﷺ کا بروز مجھ پر آتا تھا مگر مقدر یہ تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملوں گا تو پھر آنحضرت ﷺ کبھی بھی مجھ سے جدا نہیں ہوں گے۔ سو اب بالکل یہی حالت ہے۔ حضور مجھ سے جدا نہیں ہوتے۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ دوم صفحہ ۱۷)

سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ قادیان میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو کشوف والہامات ہوتے تھے۔ ایک دن سوکر اٹھے تو بتایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور پھر یہ الہام ہوا:

جِسْمُهٗ مُنَوَّرٌ مُعَنْبَرٌ مُعَطَّرٌ يُضِيْءُ كَاللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ.

ایک روز حضرت صاحبزادہ صاحب نے مولوی عبدالستار خان سے کہا کہ میرے چہرے کی طرف دیکھو۔ مولوی صاحب دیکھنے لگے لیکن دیکھ نہ سکے اور نظریں نیچی ہوگئیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کا چہرہ سورج کی طرح روشن تھا۔ اسے دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ مولوی

عبدالستار خان صاحب نے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سیر کو گئے۔ جب واپس آئے تو اپنے ساتھیوں کو مہمان خانہ میں ایک کشف سنایا کہ جنت کی ایک حور جو بہت اچھے لباس میں تھی میرے سامنے آئی اور کہا کہ آپ میری طرف دیکھیں تو میں نے اس سے کہا کہ جب تک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوں تیری طرف نہیں دیکھ سکتا تب وہ روتی ہوئی چلی گئی۔ (شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۶ تا ۸)

مولوی عبدالستار خان صاحب کی روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت شہید کو بڑی محبت تھی۔ ان کا رنگ عاشقانہ رنگ تھا اور جب وہ حضور کی مجلس میں بیٹھتے تھے تو ان کی حالت اور کی اور ہو جاتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس رنگ میں دیکھا ہے کسی نے نہیں دیکھا......

صاحبزادہ صاحب جب حضور کی مجلس میں بیٹھتے تو حضور کے پاؤں دبایا کرتے تھے۔ (اخبار الحکم ۲۱ مارچ ۱۹۳۵ صفحہ ۳)

مولوی عبدالستار خان صاحب کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باغ کی طرف سیر کو جا رہے تھے تو راستہ میں مجھے اور عبدالجلیل سے کہا کہ میرے ماتھے کی طرف دیکھو کہ تم اس کو دیکھنے کی طاقت رکھتے ہو۔ جب ہم نے دیکھا تو وہ ایسا چمکتا تھا جیسے آفتاب۔ ہماری آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور ہم نے نظر نیچی کر لی۔

ایک مرتبہ رات کے وقت بھی ایسا واقعہ ہوا۔ آپ مہمان خانہ میں کوٹھڑی میں تشریف رکھتے تھے اور یہ زمانہ ان کے کمالِ عشق کی حالت کا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے ماتھے کی طرف دیکھو۔ جب میں نے اور عبدالجلیل نے نظر کی تو ایک بہت بڑے روشن ستارے کی طرح معلوم ہوا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

ہمارے ساتھ وزیر محمد (وزیری ملا) بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے نظر نہیں آیا۔ اس پر آپ نے فرمایا "شما تقویٰ نہ وارید"۔ (الحکم ۱۴ دسمبر ۱۹۳۵ء)

(یعنی تمہیں تقویٰ نصیب نہیں)۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے قادیان آنے کے بارہ میں ایک انگریز انجینئر کا بیان اور ایک کشفی واقعہ کا ذکر

ایک انجینئر جس کا نام Mr. Frank A Martin تھا ان دنوں کابل میں موجود تھا۔ یہ آٹھ سال تک بسلسلہ سرکاری ملازمت کے افغانستان میں مقیم رہا اور امیر عبدالرحمٰن اور امیر حبیب اللہ خان کا مقرب تھا۔ اس نے انگلستان واپس جا کر ایک کتاب Under the absolute Amir کے نام سے لکھ کر شائع کروائی۔ اس میں وہ اپنے زمانہ اقامت کابل کے حالات لکھتا ہے۔ اس نے حضرت صاحبزادہ صاحب کا ذکر بھی کیا ہے اس کی تحریر بعض تفاصیل میں دیگر روایات سے اختلاف رکھتی ہے لیکن کافی حد تک صداقت اس کے اندر موجود ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے بارہ میں اس بیرونی شہادت کو بھی درج کر دیا جائے۔ Mr. Frank A. Martin بیان کرتا ہے کہ:

افغانستان کے ایک بہت بڑے اور اثر ورسوخ رکھنے والے ملا (صاحب) مکہ مکرمہ کے حج کے لئے روانہ ہوئے۔ ہندوستان میں سفر کرتے ہوئے انہوں نے ایک مقدس شخصیت کے بارہ میں سنا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ

آنے کے بارہ میں تبلیغ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔

ملا (صاحب) اس مقدس شخصیت کو ملنے گئے۔ مقامی لوگوں نے ان کے بارہ میں عجیب وغریب امور بیان کئے۔ نبوت کے اس مدعی کے کلمات اتنا یقین دلانے والے تھے کہ ملا (صاحب) ان پر ایمان لے آئے اور ان کو یقین ہوگیا کہ جو کچھ وہ اپنے بارہ میں دعویٰ کرتے ہیں وہ درست ہے۔ یہ امر معلوم ہونے پر کہ ملا (صاحب) حج کے ارادہ سے جارہے تھے (حضرت) نبی ایک مرتبہ ان کو ایک اندرونی کمرہ میں لے گئے اور وہاں دونوں نے اکٹھے مکہ کی زیارت کی۔ حاجیوں کے ہجوم کو مسجد حرام میں دیکھا۔ اس کے صحن میں داخل ہوئے اور اس میں تمام قابل ملاحظہ مقامات دیکھے اور خانہ کعبہ پہنچنے تک تمام مسنون دعائیں پڑھیں۔

Mr. Frank A Martin لکھتے ہیں کہ یہ مسمریزم کے نتیجہ میں تھا یا ملا (صاحب) کے اس نظارہ کو دیکھنے کی کوئی اور وجہ تھی اس بارہ میں تو ہر شخص اپنا قیاس کرسکتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ سزائے موت بھی ان کے اس یقین کو متزلزل نہیں کرسکی کہ ان کے ہادی ایک سچے نبی تھے اور یہ کہ واقعی انہوں نے مکہ مکرمہ کی زیارت کی تھی......۔

کشفی واقعہ کے بارہ میں وضاحت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس کشف کا مسٹر مارٹن نے ذکر کیا ہے اس کا ہو بہو ذکر تو سلسلہ کے لٹریچر میں نہیں مل سکا لیکن حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب کی روایت میں ایک ملتے جلتے واقعہ کا ذکر آتا ہے۔ حضرت پیر صاحب نے اپنی کتاب تذکرۃ المہدی حصہ دوم میں لکھا ہے کہ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔

"ہمیں بھی ایک بار حج کے روز کشف میں حج کا نظارہ دکھایا گیا یہاں تک کہ سب کی باتیں اور لبیک اور تسبیح وتحلیل ہم سنتے تھے۔ اگر چاہتے تو لوگوں کی باتیں لکھ لیتے"۔

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۴۵ مطبوعہ قادیان ۲۵ دسمبر ۱۹۲۱ء)

اس مقام پر ایک احمدی (رفیق) کی ایک رؤیا کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

جناب غلام حیدر صاحب ولد میاں خدا بخش صاحب سکنہ احمد نگر ضلع گوجرانوالہ کا بیان ہے کہ ۱۹۰۳ء میں وہ ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے زیر (دعوۃ) تھے اور احمدیت کی تعلیم سے کافی متاثر تھے۔ ان ایام میں انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ وہ ایک بزرگ کے ہمراہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد ان کو ایک احمدی دوست نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو دکھایا تو وہ یہ معلوم کر کے حیران رہ گئے کہ یہ اسی بزرگ کی شکل ہے جن کے ساتھ انہوں نے حج کیا تھا۔ (رجسٹر روایات (رفقاء))

غلام حیدر صاحب کی یہ رؤیا ۱۹۰۳ء کی ہے اور یہ وہی سال ہے جب حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب بھی ذوالحجہ کے مہینہ میں قادیان میں مقیم تھے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے جس کشفی واقعہ کا مسٹر مارٹن فرینک نے ذکر کیا ہے وہ بھی ۱۹۰۳ء کا ہی بنتا ہے۔

یہ تمام تشریحات یا وضاحتیں خاکسار کی ذوقی ہیں۔ اصل حقیقت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے (مرتب)

صاحبزادہ صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے واپس اپنے وطن جانے کی اجازت مانگنا اور حضور علیہ السلام کے ارشادات

۵ مارچ ۱۹۰۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فارسی

زبان میں بعض ارشادات فرمائے تھے جن کا اردو ترجمہ اخبار الحکم اور البدر میں شائع ہوا۔ لکھا ہے کہ:

''ایک خادم نے حضرت اقدس سے رخصت طلب کی ان کا وطن یہاں سے دور دراز تھا اور ایک عرصہ سے آ کر حضرت اقدس کے قدموں میں موجود تھے۔ ان کے رخصت طلب کرنے پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ انسان کی فطرت میں یہ بات ہوتی ہے اور میری فطرت میں بھی ہے کہ جب کوئی دوست جدا ہونے لگتا ہے تو میرا دل غمگین ہوتا ہے کیونکہ خدا جانے پھر ملاقات ہو یا نہ ہو۔ اس عالم کی یہی وضع پڑی ہے۔ خواہ کوئی ایک سو سال زندہ رہے آخر پھر جدائی ہے۔ مگر مجھے یہ امر پسند ہے کہ عید الاضحیٰ نزدیک ہے وہ کر کے آپ جاویں۔ جب تک سفر کی تیاری کرتے رہیں۔ باقی مشکلات کا خدا حافظ ہے''۔

(البدر ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء ملفوظات جلد ۵۔ مطبوعہ لندن۔ صفحہ ۱۰۷ حاشیہ)

۶ مارچ ۱۹۰۳ء بروز جمعہ۔ مجلس قبل از عشاء جس صاحب نے کل حضرت اقدس سے رخصت طلب کی تھی ان سے مخاطب ہو کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ''یہی مناسب ہے کہ عید کی نماز کے بعد روانہ ہوں کیونکہ پھر سخت گرمی کا موسم آنے والا ہے۔ سفر میں بہت تکلیف ہوگی۔ میں نے جیسا آپ سے وعدہ کیا ہے دعا کرتا رہوں گا۔ مجھے کسی امیر یا بادشاہ کا خطرہ نہیں۔ میرا کام دعا کرنا ہے''...... اس طرح فرمایا...... ''جب آدمی سلوک میں قدم رکھتا ہے تو ہزارہا بلا اس پر نازل ہوتی ہیں جیسے جنات اور دیو نے حملہ کر دیا ہے مگر جب وہ شخص فیصلہ کر لیتا ہے کہ میں اب واپس نہ ہوں گا اسی راہ میں جان دے دوں گا تو پھر وہ حملہ نہیں ہوتا اور آخر کار وہ بلا ایک باغ میں متبدل ہو جاتی ہے اور جو اس سے ڈرتا ہے اس کے لئے وہ دوزخ بن جاتی ہے۔ اس کا انتہائی مقام بالکل دوزخ کا تمثل ہوتا ہے تا کہ خدا تعالیٰ اسے آزماوے۔ جس نے اس دوزخ کی پرواہ نہ کی وہ کامیاب ہوا۔ یہ کام بہت نازک ہے۔ بجز موت کے چارہ نہیں''۔

(البدر ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء، ملفوظات جلد سوم طبع جدید صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱)

سید احمد نور صاحب کا بیان ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب امیر حبیب اللہ خان سے چھ ماہ کی رخصت لے کر آئے تھے۔ جب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے واپسی کی اجازت کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا کہ آپ کا ارادہ حج پر جانے کا تھا اور حج کا وقت تو گزر چکا ہے۔ آپ ایک سال اور قادیان ٹھہر جائیں اور آئندہ سال حج کر کے افغانستان واپس چلے جائیں۔ اس پر صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ میں وطن واپس جا کر آئندہ سال حج کے لئے آ جاؤں گا۔ اس پر حضور نے ان کو اجازت دے دی۔ (شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۹، ۸)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدح میں حضرت صاحبزادہ صاحب کا قصیدہ

اخبار البدر و الحکم سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدح میں فارسی زبان میں ایک قصیدہ لکھا تھا .... اس قصیدہ میں کتابت کی بے احتیاطی سے بعض غلطیاں رہ گئی ہیں۔ لاہور کے بعض (رفقاء) کی روایت ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے یہ قصیدہ لاہور میں فی البدیہہ سنایا تھا اور ان کی شہادت کے بعد اخبار الحکم و البدر میں شائع ہوا......

(یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جو اخبار البدر نمبر ۹ جلد ۲۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا)

باقی آئندہ

نتیجہ مقابلہ مقالہ نویسی ۲۰۰۳ء

(سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

اول	عبدالہادی طارق	دارالصدر شرقی ربوہ
دوم	عبدالباری یاسر	عزیز آباد کراچی
سوم	توقیر احمد آصف	دارالحمد فیصل آباد
چہارم	عبدالشکور	راجن پور شہر
پنجم	فضل محمود	ماڈل ٹاؤن لاہور
ششم	محمد کلیم	وحدت کالونی لاہور
ہفتم	نوید احمد نعیم	نارتھ کراچی، کراچی
ہشتم	مرزا زکریا مرتضیٰ	فیصل ٹاؤن لاہور
نہم	زاہد احمد کاشف	دارالحمد فیصل آباد
دہم	قدرت اللہ سہیل	دہلی گیٹ لاہور

....

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ہر شخص اللہ تعالیٰ سے پورے تذلل اور انکسار کے ساتھ ہر وقت دعا مانگتا رہے"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۴)

خود اندھیرے میں ہیں دنیا کو دکھاتے ہیں چراغ

تیرے ہوتے ہوئے محفل میں جلاتے ہیں چراغ
لوگ کیا سادہ ہیں سورج کو دکھاتے ہیں چراغ

اپنی محرومی کے احساس سے شرمندہ ہیں
خود نہیں رکھتے تو اوروں کے بجھاتے ہیں چراغ

بستیاں دُور ہوئی جاتی ہیں رفتہ رفتہ
دمبدم آنکھوں سے چھپتے چلے جاتے ہیں چراغ

کیا خبر اُن کو کہ دامن بھی بھڑک اُٹھتے ہیں
جو زمانے کی ہواؤں سے بچاتے ہیں چراغ

گو سیہ بخت ہیں ہم لوگ پہ روشن ہے ضمیر
خود اندھیرے میں ہیں دنیا کو دکھاتے ہیں چراغ

بستیاں چاند ستاروں کی بسانے والو!
کرۂ ارض پہ بجھتے چلے جاتے ہیں چراغ

ایسے بے درد ہوئے ہم بھی کہ اب گلشن پر
برق گرتی ہے تو زنداں میں جلاتے ہیں چراغ

ایسی تاریکیاں آنکھوں میں بسی ہیں کہ فرازؔ
رات تو رات ہے ہم دن کو جلاتے ہیں چراغ

(احمد فراز)

ہنگرین مستشرق پروفیسر ڈاکٹر جولیس جرمانوش

(مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب۔ کینیڈا)

ہنگری کے مشہور مستشرق پروفیسر ڈاکٹر جولیس جرمانوش ۱۹۲۹ء میں رابندرناتھ ٹیگور کی یونیورسٹی شانتی نکیتن بنگال میں اسلامی علوم کے پروفیسر مقرر کئے گئے اور ۱۹۳۲ء تک وہاں درس و تدریس کا کام سرانجام دیتے رہے۔ غالباً اس دوران وہ قادیان بھی تشریف لے گئے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ حضور نے اپنے دستخطوں سے اپنی ایک تصویر انہیں مرحمت فرمائی جو ان کی مشہور زمانہ کتاب ''اللہ اکبر'' (مطبوعہ ۱۹۳۶) میں شامل ہے۔ ان کی کتاب میں احمدیت کا جو ذکر ہے وہ غالباً تاریخ احمدیت میں موجود نہیں۔ پچھلے دنوں مجھے اتفاق سے ڈاکٹر جرمانوش کی کتاب اللہ اکبر کا ہنگرین زبان کا ایک نسخہ مل گیا اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی تصویر دیکھ کر جو خوشی ہوئی اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ میں لندن کے جلسہ سالانہ پر جاتے ہوئے وہ کتاب ساتھ لے گیا کہ کوئی ہنگرین زبان کا عالم میسر آجائے تو اس کتاب کے متعلقہ حصہ کا ترجمہ کرواسکوں مگر کوئی ایسا عالم میسر نہ آیا۔ یہاں میری اپنی یونیورسٹی یعنی اپسالا یونیورسٹی میں ہنگرین زبان کی ایک استاد موجود ہیں مگر وہ ان دنوں اپنے وطن گئی ہوئی تھیں۔ اب ان سے رابطہ ہوا تو میں نے پوچھا ''کیا آپ پروفیسر جرمانوش کے نام سے واقف ہیں''۔ فرمانے لگیں ''واقف؟ ہم لوگ تو اپنی تعلیم کی ابتدا ان کی کتابوں سے کرتے ہیں''۔ اب میں نے ان سے درخواست کی ہے کہ وہ اس کتاب میں احمدیت کے بارہ میں جو حصہ ہے اس کا ترجمہ کردیں یا مجھے اس کے مطالب سے آگاہ کریں تاکہ میں احمدیہ لٹریچر میں ان کا ذکر ریکارڈ کروا سکوں۔ ان برسوں میں ڈاکٹر جرمانوش کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ سے ملاقات یوں بھی قرین قیاس ثابت ہوتی ہے کہ تحریک جدید کے تحت یورپ کا پہلا مشن ۲۱ فروری ۱۹۳۴ء کو ہنگری میں قائم ہوا۔ سارے یورپ کو چھوڑ کر ہنگری کے انتخاب کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی ڈاکٹر جرمانوش سے ملاقات اور ان کی (دین حق) سے دلچسپی کی وجہ سے خیال آیا ہو کہ ہنگری کے باشندوں کو (دین حق) کی طرف بلانا دوسرے یورپی باشندوں کی نسبت زیادہ آسان ہوگا کیونکہ یہ علاقے ڈیڑھ سو برس تک ترکوں کی سلطنت عثمانیہ کے زیر نگیں رہے۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں کے زوال کے بعد خدا کا پہلا گھر بنانے کا موقع بھی جماعت احمدیہ کو ہی ملا۔

کاش اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ۹/اکتوبر ۱۹۸۰ء کو سپین میں قرطبہ کے قریب ایک مقام پیدروآباد پر بیت البشارت کا سنگ بنیاد رکھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو جمعہ کی نماز کے ساتھ اس کا افتتاح فرمایا۔

اپسالا یونیورسٹی لائبریری میں ایک ارمغان بھی موجود

کے بال سواری کے پالان کو چھو رہے ہیں۔

(سیرت ابن ہشام۔ الجزء الثالث والرابع۔ صفحہ ۲۰۵)

نرمی کا سلوک

جب کسی بادشاہ کی مجلس میں یا کسی بڑے آدمی کی مجلس میں کوئی شخص بدتمیزی کرے یا اونچی آواز میں بولے تو اُسے عبرت ناک سزا دی جاتی ہے۔ تاریخ میں کثرت سے اس کی مثالیں ملتی ہیں مگر آنحضرت ﷺ کی مثال اس سے مختلف ہے چنانچہ کئی دفعہ آنحضرت ﷺ کے دربار میں بدو آئے اور صحابہؓ کے سامنے آپؐ سے گستاخی سے پیش آئے مگر آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ اُن کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا۔ چنانچہ ایک بدو آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے مال طلب کیا۔ آپؐ نے اُسے مال دیا پھر پوچھا: ٹھیک ہے۔ اس پر بدو نے بڑی گستاخی سے کہا نہیں تو نے بالکل ٹھیک نہیں کیا۔ اس پر صحابہ کرامؓ کو سخت غصہ آیا اور وہ اسے مارنے کے لئے دوڑے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو روک دیا اور پھر اسے لے کر گھر چلے گئے اور اسے اور مال دیا، پھر پوچھا کیا تو اس پر راضی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ جو تُو نے کہا ہے اس سے میرے صحابہ کو تکلیف پہنچی ہے پس اگر تو پسند کرے تو ان کے سامنے بھی وہی کہہ دے جو تُو نے میرے سامنے کہا تا کہ ان کے دلوں سے یہ بات جاتی رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ بدو اسی دن شام کو یا اگلے دن آیا اور آپ کو دعائیں دیں اس پر آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میری اور اس آدمی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کی اونٹنی اس سے چھوٹ جائے اور لوگ اسے پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگیں مگر وہ کامیاب نہ ہوں اور اونٹنی مزید غصہ میں آجائے۔ پھر اونٹنی کا مالک یہ کہے کہ میری اونٹنی چھوڑ دو۔ وہ مجھ سے مانوس ہے اور وہ اُسے پکڑ لے۔ بالکل اسی طرح اگر میں تم پر اس آدمی کا معاملہ چھوڑ دیتا تو تم اسے قتل کر دیتے اور وہ دوزخ میں چلا جاتا۔ (الشفاء۔ للقاضی ابی الفضل عیاضؒ)

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں

آنحضرت ﷺ غریبوں کی عزت نفس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ چھوٹوں کے لئے سراپا شفقت تھے۔ کمزوروں کی تحقیر ہرگز برداشت نہ کرتے تھے۔ شمائل الترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی نوکر اور کسی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ ایک دفعہ آپؐ سے ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ میں اپنے خادم سے دن میں کتنی مرتبہ عفو کروں تو آپؐ نے فرمایا ستر مرتبہ۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک حواس باختہ (بوڑھی) عورت آپ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھے آپ سے ایک کام ہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے فلاں کی ماں! تو مدینہ کی جس گلی میں بھی چاہے بیٹھ جائے، میں وہاں پر جا کر تیری حاجت روائی کروں گا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اس عورت کی ضرورت کو پورا کر دیا۔

(الشفاء۔ للقاضی ابی الفضل عیاضؒ)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال آنحضرت ﷺ کی خدمت کی اور آنحضرت ﷺ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں کہا۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ مجلس میں کسی آدمی کی اگر خامی نوٹ کرتے تو اسے نام لے کر بیان نہ کرتے

ہے جو پروفیسر جرمانوش کی خدمات کے اعتراف میں مختلف مستشرقین کے مضامین پر مشتمل ہے۔ اس ارمغان میں پہلا مضمون پروفیسر کالدینا گی کا ہے جس میں پروفیسر جرمانوش کے حالات اور ان کی علمی فتوحات کا ذکر ہے۔ یہ ارمغان نور اند اوتووس یونیورسٹی بوڈاپسٹ کی جانب سے ۱۹۷۴ء میں شائع کیا گیا تھا۔

پروفیسر جولیس جرمانوش ۶ نومبر ۱۸۸۴ء کو بوڈاپسٹ ہنگری میں پیدا ہوئے۔ استنبول، ویانا، لائپزگ اور بوڈاپسٹ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۰۷ء میں بڑے اعزاز کے ساتھ ترکی زبان و ادب، عربی زبان و ادب اور تاریخ قدیم میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ انہیں اپنے زمانہ کے نامور مستشرق اساتذہ پروفیسر ارمین وامبری اور اغناق غولڈ زیہر سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا اور انہی دو اساتذہ نے انہیں ترکی کی تاریخ اور عرب تہذیب و تمدن کے بارہ میں مزید تحقیقات کرنے کی راہ پر ڈالا۔

آپ کی پہلی کتاب جس نے انہیں شہرت بخشی وہ سترھویں صدی کی ترک تحریکوں کے بارہ میں تھی اور ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب پر ۱۹۰۸ء میں انہیں انعام ملا جس نے انہیں اس قابل بنا دیا کہ وہ برٹش میوزیم کے مشرقیات کے شعبہ میں ریسرچ کر سکیں چنانچہ ڈاکٹر جرمانوش ۱۹۱۱ء تک وہاں تحقیقات کرتے رہے۔ ۱۹۱۲ء میں واپس آئے تو مشرقی تجارت کے ادارہ میں انہیں شرق اوسط کے امور پر لیکچرار مقرر کیا گیا۔ آپ اس خدمت پر ۱۹۲۱ء تک رہے اور اس دوران ترکی اور بلقان کے متعدد مطالعاتی دورے کئے۔ ۱۹۲۱ء میں انہیں اورینٹل انسٹی ٹیوٹ کی فیکلٹی آف اکنامکس میں مقرر کیا گیا۔ ان کی ادبی حیثیت کا عالم یہ تھا کہ مشہور زمانہ انگریز ادیب جان گالزوردی کی سفارش پر انہیں ۱۹۲۶ء میں ہنگری کے اہل قلم کی انجمن کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ ۱۹۲۸ء میں انہیں بلغاریہ کے اہل قلم کی انجمن اور ۱۹۳۴ء میں انہیں مصر کے اہل قلم کی انجمن کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا موقعہ ملا۔ ۱۹۲۹ء میں انہیں رابندرناتھ ٹیگور کی قائم کردہ یونیورسٹی شانتی نکیتن میں اسلامی علوم کا استاد مقرر کیا گیا جہاں آپ ۱۹۳۳ء تک درس دیتے رہے۔ ۱۹۳۴ء میں آپ جامعۃ الازہر میں گئے اور عربی زبان کی مزید تعلیم کے علاوہ اسلامی علوم میں بھی دسترس حاصل کی۔ یہیں سے آپ حج کے لئے مکہ گئے اور اس طرح اسلام کے بنیادی ماخذ سے اسلامی علوم کا مطالعہ کیا۔ پروفیسر فلپ کے ہٹی نے تاریخ عرب میں لکھا ہے کہ "زیادہ سے زیادہ پندرہ پیدائشی عیسائی یورپین افراد اسلام کے مقدس مقامات کو دیکھنے میں کامیاب ہوئے اور اپنی جانیں بچا کر صحیح سلامت واپس آئے۔ جن میں ہنگری کے پروفیسر جرمانوش بھی شامل ہیں"۔ پروفیسر جرمانوش نے اپنی کتاب "اللہ اکبر" میں یہ ساری روداد بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر جرمانوش نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنا اسلامی نام عبدالکریم رکھا تھا۔ آپ کی تصانیف کی کیٹیلاگ میں ان کو عبدالکریم جرمانوش، حاجی عبدالکریم جرمانوش، ڈاکٹر جولیس جرمانوش کے نام سے درج کیا گیا ہے۔ ۱۹۳۹ء میں آپ ایک بار پھر عرب گئے اور مصر میں اور مکہ مدینہ میں بعض کھدائیاں بھی کیں اور دنیا پر مسلمانوں کے اثرات کے بعض آثار دریافت کئے۔ اسی سال آپ صحرائے عرب کو عبور

کر کے ریاض پہنچے اور ایسا کرنے والے آپ پہلے یورپین فرد تھے۔ ڈاکٹر جرمانوش نے ''مسیح کا مبینہ مقبرہ'' کے عنوان سے ۱۹۵۲ء میں ایک مضمون بھی لکھا۔ اپنی کتاب ''اللہ اکبر'' میں آپ نے سرینگر کشمیر کے محلّہ خانیار کے اس مقبرہ کی تصویر بھی دی ہے جسے جماعت احمدیہ مسیح ناصری کا مقبرہ قرار دیتی ہے۔ اس مقبرہ کی تصویر کے ہمراہ اسی صفحہ پر ڈاکٹر جرمانوش نے قادیان میں حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مزار مبارک کی تصویر بھی دی ہے۔

۱۹۴۱ء میں ڈاکٹر جرمانوش بوڈاپسٹ یونیورسٹی میں استاد مقرر ہوئے جہاں ۱۹۴۵ء میں انہیں پروفیسر کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔ ان کے مضامین میں عربی زبان و ادب کے علاوہ کلچرل تاریخ کے مضامین بھی شامل تھے۔ تاریخ اسلام ان کا خاص مضمون سمجھا جاتا ہے۔ ان کے بہت سے مضامین برصغیر ہند میں اسلامی تحریکوں کے بارہ میں ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں انہیں قاہرہ، اسکندریہ اور دمشق کی یونیورسٹیوں کی جانب سے لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا گیا۔ ۱۹۵۸ء میں انہیں ہندوستان کی بمبئی، آگرہ، علی گڑھ، لکھنؤ، کلکتہ، شانتی نکیتن اور حیدر آباد کی یونیورسٹیوں کی جانب سے لیکچروں کے لئے بلایا گیا جہاں انہوں نے اسلامی تہذیب و تمدن پر لیکچر دیے۔

۱۹۶۲ء میں انہیں بغداد کی اکادمی آف سائنس کا اعزازی رکن بنایا گیا اور ۱۹۶۶ء میں دمشق کی اکادمی کا۔ ۱۹۶۸ء میں روم کی اکادمی آف سائنسز کا اعزاز انہیں دیا گیا۔ ۱۹۷۰ء میں انہیں لندن کی انسٹی ٹیوٹ آف کلچر کا رکن بنایا گیا۔

بین الاقوامی مستشرقین کے حلقوں میں ڈاکٹر جولیس جرمانوش کا نام ایک معتبر نام ہے۔

(ارمغان بخدمت ڈاکٹر جولیس جرمانوش۔ مرتبہ پروفیسر کالدیناگی۔ شائع کردہ بوڈاپسٹ یونیورسٹی ۱۹۷۴ء۔ صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۷ جستہ جستہ)

اسی ارمغان کے آخر میں جی۔ ڈیوڈ کا مرتب کردہ ڈاکٹر جرمانوش کی علمی فتوحات کا ایک گوشوارہ شامل ہے۔ اس میں سے بیشتر مقالات ہنگیرین یا ترک کی زبان میں ہیں۔ کچھ انگریزی میں بھی ہیں۔ میں ان میں سے چیدہ چیدہ مقالات کا وقت کی ترتیب کے لحاظ سے ترجمہ درج کرتا ہوں۔

۱۹۰۶ء: پروفیسر ای۔ جے۔ ڈبلیو۔ گب کی مشہور عالم کتاب ''عثمانی دور کی شاعری کی تاریخ'' جلد اول تا چہارم مطبوعہ لندن پر عالمانہ ریویو۔

۱۹۰۸ء: پروفیسر گب کی تاریخ ادب عثمانیہ جلد پنجم پر ریویو

۱۹۱۰ء: ''ترکوں کا زیریں ڈینیوب پر پہلا ورود اور ترک ہنگری جھگڑے کا آغاز'' تاریخی مقالہ

''ہنگری میں انگریزوں کا ورود'' تاریخی مقالہ۔

۱۹۱۱ء: ''عرب عیسائیت کی بعض تاریخی یادگار عمارتیں'' مقالہ

۱۹۱۵ء: ''جہاد'' مقالہ۔ ''جنگجو اسلام'' مقالہ۔

''اسلامی جنگوں کے مراحل'' مقالہ۔

۱۹۱۷ء: ''ترکی کے ثقافتی مسائل'' مقالہ۔

''عرب قومیت کا مسئلہ'' مقالہ۔

۱۹۱۸ء: ''ہمارے زمانہ میں ترک زبان اور ثقافت'' مقالہ

۱۹۱۹ء: ''تاریخ پر جغرافیے اور نسل کے اثرات'' مقالہ۔

۱۹۲۷ء: ''ملک عرب اور اسلام''۔

۱۹۲۸ء: ''ترک انقلاب'' مقالہ۔

''مشرقی صوفیت اور بکتاشی درویش'' مقالہ۔

۱۹۲۹ء: ''اسلام کا مطالعہ'' شانتی نکیتن یونیورسٹی کے میگزین ''وسوابھارتی'' میں مقالات کا ایک سلسلہ۔ ''اسلامی دنیا میں نئی تحریکات'' مندرجہ بالا سلسلہ کا مقالہ۔

۱۹۳۰ء: ''اسلامی دنیا کی جدید تحریکات'' مندرجہ بالا سلسلہ کا نیا پہلو۔ مقالہ۔

۱۹۳۱ء: ''ترکی کا مقبول ادب'' لاہور میں لیکچر جو اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور نے چھاپا۔

۱۹۳۲ء: ''اسلامی دنیا کی جدید تحریکات'' مقالات کے سلسلہ کا نیا مقالہ۔

۱۹۳۳ء: ''آج کا انڈیا ہنگیرین زبان میں مقالہ۔

''ترکی ادب کا احیاء'' مقالہ۔

۱۹۳۴ء: اسلام میں ترکوں کا کردار۔ مقالہ کا دوسرا حصہ۔

۱۹۳۶ء: ''اللہ اکبر'' اسلامی دنیا کے بارہ میں اپنے تاثرات۔ کتاب۔

۱۹۳۸ء: ''اللہ اکبر'' کا جرمن ایڈیشن۔

''عرب، شام اور میسوپوٹیمیا کی دریافت اور اس کی تسخیر، دنیا کے دریافت کنندگان اور فاتح''۔ مقالہ۔

۱۹۴۴ء: ''عرب دانشوری کا احیاء'' مقالہ۔

۱۹۵۰ء: ''عربی بولنے والی دنیا کا لسانی بنیاد پر اتحاد'' مقالہ

۱۹۵۱ء: ''الف لیلہ'' کے ماخذ۔ مقالہ۔

''عربی حروف تہجی کے بارہ میں بعض خیالات'' مقالہ۔

۱۹۵۲ء: ''عربی ادب کے بعض گمنام شہ پارے'' مقالہ

''لیلیٰ کا سینہ مقبرہ'' مقالہ۔

''ابن سینا کی ہزار سالہ برسی'' مقالہ۔

۱۹۵۳ء: ''اسلامی سلطنتوں کے زوال کے اسباب'' مقالہ

۱۹۵۴ء: ''عرب جغرافیہ دان'' مقالہ۔

۱۹۵۵ء: ''نپولین اور اسلام'' مقالہ۔

''ابن کثیر اور منصور بن حلاج'' مقالہ۔

''جدید عربی ادب کے بعض پہلو'' مقالہ۔

۱۹۵۶ء: ''عربی ادب کے بعض جدید رجحانات'' مقالہ۔

''عربی زبان کی روح'' مقالہ۔

''اندھوں کے لئے پڑھنے کی اسلامی ایجاد'' مقالہ۔

۱۹۵۷ء: ''ہلال کی زرد روشنی میں'' مقالہ۔

''ہنگری کے مستشرقین کا ماضی اور حال'' مقالہ۔

۱۹۵۹ء: ''عصری عربی ادب کے بعض پہلو'' مقالہ۔

''احمد شوقی کی یاد میں'' مقالہ۔

۱۹۶۰ء: ''امریکہ میں عربی ادب'' مقالہ۔

۱۹۶۱ء: ''بدوی زمانہ سے لے کر آج تک کے عربی شعراء کا تعارف'' مقالہ۔

۱۹۶۲ء: تاریخ ادب عربی۔ کتاب۔

۱۹۶۳ء: ''قدیم عرب کی میراث'' مقالہ۔

۱۹۶۴ء: ''ابن بطوطہ کے اسفار کا تعارف'' مقالہ۔

''مراکش کا ادب'' مقالہ۔

۱۹۶۶ء: ''مشرق کی روشنیوں کی جانب'' کتاب۔

''ابو العلاء معری: نئی تحقیقات کی روشنی میں'' مقالہ۔

''زندگی کا اسلامی زاویہ'' مقالہ۔

۱۹۶۷ء: ''ابن خلدون، فلسفہ تاریخ کا پیش رو'' مقالہ۔

۱۹۶۸ء: ''اللہ اکبر'' دوسرا ایڈیشن۔

۱۹۶۹ء: ''چند نئے عرب ناول نگار'' مقالہ۔

۱۹۷۰ء: ''مشرق کی روشنیوں کی جانب'' کتاب کا دوسرا ایڈیشن

''عربی کی ادبی زبان کا ارتقاء'' مقالہ۔

''جنوبی عربی یمن کی عصری شاعری'' مقالہ۔

۱۹۷۱ء: ''جنوبی عرب کی جدید شاعری'' مقالہ۔

''الاسلام کالدین العالم'' عربی مقالہ۔

۱۹۷۳ء: ''اللہ اکبر'' کا تیسرا ایڈیشن۔

''تاریخ ادب عرب'' کا تیسرا اور اضافہ شدہ ایڈیشن۔

''مشرق کی جانب سفر کی یادیں''۔

''عین عالم جنگ میں جدید فلسطینی شاعری'' مقالہ۔

یہ اس عالم کی بعض علمی فتوحات کا ذکر ہے جن کی وجہ سے اسے نامور مستشرق گنا جاتا تھا اور عربی ادب اور مذہب اور اسلام سے تعلق رکھنے والے سب لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس شخص کو سارے عالم اسلام میں صرف ایک شخص ایسا نظر آیا جس کی باتوں میں اسے ایسی کشش محسوس ہوئی کہ اس نے اپنی مشہور عالم کتاب میں نہ صرف اس کی تصویر چھاپی بلکہ برصغیر ہند میں جدید اسلامی تحریکوں پر بڑے وسیع تحقیقی کام کی بنیاد ڈالی اور عین ممکن ہے کہ ڈاکٹر جرمانوس کے ذہن میں اسلام کو مکمل طور پر نئے سرے سے پڑھنے کا خیال ہی اس ملاقات کے بعد پیدا ہوا ہو۔ ڈاکٹر جرمانوس کے مقالات کو میں نے اسی لئے وقت کی ترتیب کے لحاظ سے ترجمہ کر دیا ہے کہ پڑھنے والے ان کے ذہن میں آنے والی تبدیلیوں کا اندازہ لگا سکیں۔

ہمارے احمدی محققین کیلئے یہ ایک نیا موضوع ہے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔

--*-*-*-*-*-*-*-*

اعلان ''سیدنا طاہر نمبر'' ماہنامہ خالد

تمام احباب جماعت کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ حضرت سیدنا مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت و سوانح پر مشتمل ایک ضخیم اور یادگار نمبر عنقریب شائع کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ

☆ ایسے تمام احباب جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا ہو وہ اپنے ذاتی مشاہدات پر مشتمل مضامین ضرور بھجوائیں۔

☆ اگر کسی کے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے حوالہ سے کوئی بھی یادگار واقعہ یا کوئی تحریر ہو تو براہ کرم فوری طور پر ہمیں بھجوادیں۔

☆ اسی طرح اگر کوئی نادر تصاویر ہوں تو وہ بھی ضرور عنایت فرمادیں۔ تصاویر شائع ہونے کے بعد شکریہ کے ساتھ بحفاظت واپس کر دی جائیں گی۔ انشاءاللہ

☆ تمام احمدی شعراء سے بھی یہ گذارش ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے متعلق اپنا منظوم کلام ادارہ کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

☆ یہ ایک یادگار نمبر ہوگا اس لئے اشتہار دینے والے احباب سے گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد اشتہارات کی بکنگ کروالیں۔

☆ اگر کسی خریدار کو اس نمبر کی زائد کاپیاں درکار ہوں تو ان کی تعداد شعبہ اشاعت کو لکھ کر بھجوادیں۔

☆ بیرون ملک رہنے والے احباب اپنے مضامین اس ای میل ایڈریس پر بھجوا سکتے ہیں۔

Monthlykhalid52@yahoo.com

ادارہ ماہنامہ خالد، شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

فون نمبر 04524-212349/212685

فیکس: 04524-213091

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی

مجلس عرفان

سوال: قرآن کریم میں جن نعماء جنت کا ذکر کیا گیا ھے اس کی اصل حقیقت کیا ھے؟

جواب: قرآن کریم سے واضح طور پر یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کی جو تفصیل بیان کی ہے وہ صرف تمثیلی ہے۔ چونکہ انسان کی پسند اور ناپسند کی بنیاد اس کے سابقہ تجربات پر مبنی ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہی زبان استعمال کی ہے جس کو سمجھنے کی ہم پوری قابلیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس حقیقت سے بھی آگاہ کر دیا ہے کہ جنت کا شہد، دودھ اور شراب اس دنیاوی شہد، دودھ اور شراب سے مختلف خاصیتوں کے حامل ہوں گے۔ مثلاً جنت کی شراب میں کوئی نشہ نہیں ہوگا اور جنت کا دودھ خراب نہیں ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

علاوہ ازیں اس دنیا میں انسان کو پانچ حسیں (Senses) عطا کی گئی ہیں جن کے ذریعہ ہم اس مادی دنیا کی نعمتوں کا لطف اٹھاتے ہیں لیکن مرنے کے بعد ہمارا یہ جسم نہیں ہوگا، ہماری روح کی شکل مختلف ہوگی۔ لہذا اس کی حسیات کا دائرہ عمل بھی وسیع ہوگا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہاں پر انسان کو جو جسم ملے اس کی Senses پانچ سے زیادہ ہوں جس طرح ایک پیدائشی اندھے کے لئے روشنی اور خوبصورت نظاروں کا تصور کرنا اور ایک پیدائشی بہرے کے لئے آواز کا تصور کرنا ممکن نہیں اسی طرح انسان کے لئے جنت کا تصور کرنا ممکن نہیں تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کو اس دنیا میں پائی جانے والی نعمتوں سے تشبیہ دے کر ہمارے لئے جنت کی حقیقت کو سمجھنا آسان بنا دیا ہے۔

سوال: عیسائی کھتے ھیں کہ مسلمان جنت میں نھیں جائیں گے اور مسلمان کھتے ھیں عیسائی جنت میں نھیں جائیں گے تو پھر جنت میں کون جائے گا؟

جواب: قرآن کریم یہود اور نصاریٰ کے رویے کی مذمت کرتا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور کھلم کھلا یہ اعلان کرتے ہیں کہ ان کا مد مقابل ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کبھی جنت میں داخل ہوگا۔ اس بیان کی روشنی میں خود قرآن کریم دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے متعلق ایسا رویہ کیسے اختیار کرسکتا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روشنی اور ہدایت صرف ایک خاص علاقے اور ایک خاص طبقے تک محدود نہ تھی۔ اس دعویٰ کی موجودگی میں قرآن کریم کس طرح یہ اعلان کرسکتا ہے کہ صرف مسلمان ہی

بخشا جائے گا اور جنت میں جائے گا جب کہ دنیا میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اسلام کا نام بھی نہیں سنا۔ قرآن کریم کا تو یہ بیان ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. (بقرہ:۶۳)

یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جو یہودی ہیں نیز نصاریٰ اور صابی ہیں، ان میں سے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ان کو نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے (صابی ایک ایسا لفظ ہے جو مڈل ایسٹ اور عرب سے باہر کے مذاہب کے ماننے والوں کے لئے بولا جاتا ہے) حضور نے فرمایا کہ ایسے واضح بیان کے بعد اسلام کی طرف ایک تنگ نظریہ منسوب کرنے کے لئے ایک دوسری آیت پیش کی جاتی ہے۔ اس آیت کو بنیاد بنا کر مسلمانوں نے یہ نظریہ قائم کرلیا ہے کہ سوائے مسلمان کے کسی اور کی بخشش نہیں ہوگی۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا آیت اور دوسری آیت میں تضاد ہے لیکن یہ تاثر صرف ان دو آیات کو پوری طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے ملتا ہے۔ اس غلطی کی وجہ سے بدقسمتی سے مسلمانوں کے دو گروہ بن گئے ہیں۔ ایک گروہ اوپر والی آیت کی روشنی میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اگر غیر مسلم بھی نیک کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردے گا۔ لیکن دوسرا گروہ دوسری آیت کی پیروی کرتا ہوا اس کے برعکس نظریات رکھتا ہے۔ وہ دوسری آیت یہ ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (آل عمران ۲۰) وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ. (آل عمران ۸۶)

یعنی اللہ تعالیٰ کی نظر میں مذہب صرف اسلام ہے اور جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو قبول کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ وہ دین قبول نہیں کرے گا۔ ان دو متضاد باتوں کی موجودگی میں یہ مسئلہ کس طرح حل ہوسکتا ہے؟۔ یہ مسئلہ بھی قرآن کریم نے ہی حل کردیا ہے۔ قرآن کریم نے یہ دعویٰ کرنے کے بعد کہ خدا نے تمام دنیا میں اپنے نبی بھجوائے ہیں یہ وعدہ بھی کیا ہے کہ اگر وہ اپنے مذہب پر ایمان داری سے یقین رکھتے ہوئے پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اجر دے گا۔ اس آیت میں غیر مذہب کے پیروکاروں کے انفرادی ایمان اور انفرادی عمل کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے نیک اعمال ان کی بخشش کا ذریعہ بن جائیں گے لیکن اگر ایک مذہب کا دوسرے مذہب سے مقابلہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین مذہب اسلام ہے۔

جو کسی دوسرے مذہب میں پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے مذہب کی پیروی اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق کررہے ہیں، ان کو ایسا کوئی موقع میسر نہیں آیا کہ وہ اسلام کا اپنے مذہب سے مقابلہ کرکے دیکھتے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایماندار ہیں اور معاف کردیے جائیں گے۔

وَمَنْ یَبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا سے مراد وہ شخص ہے جو اسلام کی خوبیوں سے متعارف ہونے کے باوجود اسلام کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا شخص ان لوگوں کے زمرے میں نہیں آتا جو کسی دوسرے مذہب میں پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے مذہب کی پیروی اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق کر رہے ہیں، ان کو ایسا کوئی موقع میسر نہیں آیا کہ وہ اسلام کا اپنے مذہب سے مقابلہ کر کے دیکھتے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایماندار ہیں اور معاف کر دیئے جائیں گے۔ لیکن وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ یہ مواقع بہم پہنچائے کہ وہ اسلام کے ساتھ اپنے مذہب کا موازنہ کر سکیں اور پھر بھی وہ اپنے پرانے مذہب کو اللہ تعالیٰ کے نسبتاً نئے اور مکمل مذہب پر ترجیح دیں، ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نیک اور پاکباز نہیں کہلائیں گے اور نہ ہی کسی اجر کے مستحق ہوں گے کیونکہ اگر کوئی عیسائی ایمان داری سے عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ کرے تو اس کو فوراً احساس ہو جائے گا کہ یہ دونوں ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں لیکن اسلام عیسائیت کے مقابلہ میں زیادہ مکمل اور ہمہ گیر خصوصیات کا حامل ہے۔ اسلام کی مذہبی کتاب عیسائیت کی مذہبی کتاب کے مقابلہ میں تبدیلیوں سے پاک ہے اور اس کا ایک نقطہ بھی تبدیل نہیں ہوا۔ اسلام کے بنیادی اصول اور اس کی تعلیم زیادہ عقلی اور منطقی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر وہ عیسائی اسلام کو رد کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ حق بن جاتا ہے کہ وہ اس کو رد کر دے۔ لیکن ایسے لوگ جن کے پاس ایسے مواقع موجود نہیں کہ وہ مقابلہ کر کے دیکھ سکیں۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے نیک عمل کے ساتھ عیسائیت کی پیروی ایمان داری سے کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرنے اور جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔

(بحر عرفان شائع کردہ لجنہ اماء اللہ لاہور)

آنکھوں کی رِم جِھم

ہر اک زخمی دل کہتا ہے پہلے مجھ کو چن
میرے درد کا درماں کر دے بس تُو میری سن

کوئل، بلبل اور پپیہا، من موہن من موج
جس جس نے یہ بات سنی بس ہو گیا سُن کے سُن

چاند کے چرخے والی بڑھیا! سُوت سے ہاتھ اٹھا
رکھ جھولی میں اشک کے موتی بیٹھ کے تسبیح بُن

کرنی والے نے کر ڈالا جو تھا اُس کا مَن
مَن اندر کہرام مچا کر کہہ دیا اس نے سُن

ہر منظر کو دُھندلا کر دے آنکھوں کی رِم جِھم
ہر سینے کی ہنڈیا اُبلے اور کرے چھن مُن

اک مضراب کی لے سے مَن میں میٹھا درد چھڑا
اک مضراب نے خوشیوں والی باندھی آن کے دُھن

کیسے کیسے لعل دیئے ہیں مولیٰ نے انمول
ہر اک کی ہے شان انوکھی اور نرالے گُن

(مقصود احمد منیب)

☆☆☆

تقریب تقسیم انعامات

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ منعقدہ 12,11 اکتوبر 2003ء کے اختتامی اجلاس کے بعد تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی۔ جس میں اضلاع اور علاقہ جات میں شعبہ جات کے لحاظ سے اوّل، دوم اور سوم آنے والوں کو اسناد دیئے کا اعلان کیا گیا۔ مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے انعامات تقسیم کئے اور خطاب فرمایا۔ پوزیشنوں کی تفصیل یوں ہے۔

شعبہ وار نتیجہ بین العلاقہ 2002-03ء

شعبہ	اوّل	دوم	سوم
اطفال	لاہور	حیدرآباد	کراچی
خدمت خلق	حیدرآباد	بہاولپور	راولپنڈی
تربیت	لاہور	راولپنڈی	کراچی
تربیت نومبائعین	لاہور	راولپنڈی	کراچی
مال	لاہور	سانگھڑ	سرحد
تعلیم	کوٹلی آزاد کشمیر	لاہور	سرگودھا
عمومی	کراچی	لاہور	حیدرآباد
صحت جسمانی	لاہور	راولپنڈی و حیدرآباد	کراچی
وقار عمل	لاہور	کوٹلی آزاد کشمیر	بہاولپور
صنعت وتجارت	لاہور	راولپنڈی	کوٹلی آزاد کشمیر
تحریک جدید	لاہور	راولپنڈی	کوٹلی آزاد کشمیر
اصلاح وارشاد	حیدرآباد	لاہور	بہاولپور
تجنید	کوٹلی آزاد کشمیر	جہلم	حیدرآباد
امور طلباء	راولپنڈی	لاہور	کوٹلی آزاد کشمیر
اشاعت	لاہور	راولپنڈی	کراچی
اطفال	لاہور	کوٹلی آزاد کشمیر	سکھر
محاسب	راولپنڈی	کوٹلی آزاد کشمیر	حیدرآباد

شعبہ وار نتیجہ بین الاضلاع 2002-03ء

شعبہ	اوّل	دوم	سوم
اطفال	سیالکوٹ	لاہور	کراچی
خدمت خلق	لاہور	کراچی	سیالکوٹ، فیصل آباد
تربیت	لاہور	سیالکوٹ	راولپنڈی
تربیت نومبائعین	لاہور	کراچی	سیالکوٹ
مال	لاہور	سیالکوٹ	سانگھڑ
تعلیم	لاہور	کراچی	حیدرآباد
عمومی	لاہور	راولپنڈی و کراچی	اوکاڑہ
صحت جسمانی	لاہور	سیالکوٹ	نارووال و کراچی
وقار عمل	سیالکوٹ	بہاولپور	لاہور
صنعت وتجارت	لاہور	شیخوپورہ	سیالکوٹ
تحریک جدید	لودھراں	سانگھڑ	راولپنڈی
اصلاح وارشاد	ڈیرہ غازیخان	لودھراں	قصور
تجنید	راجن پور	لاہور	راولپنڈی
امور طلباء	بہاولپور	لاہور	سیالکوٹ
اشاعت	لاہور	سیالکوٹ	راولپنڈی
اطفال	کراچی	لاڑکانہ	اوکاڑہ
محاسب	سیالکوٹ	میرپور AK	لاہور

انعامات شعبہ تعلیم 2003ء

مقابلہ مضمون نویسی

پہلی سہ ماہی: اوّل: قیصر محمود صاحب ربوہ، دوم: شہزاد عاصم صاحب ربوہ

دوسری سہ ماہی: اوّل: شہزاد عاصم صاحب۔ ربوہ

دوم: شکور احمد بلوچ صاحب حیدرآباد، عدیل احمد صاحب کراچی

تیسری سہ ماہی: اوّل: فراست احمد۔ ربوہ، دوم: ملک فرحان احمد۔ گوجرانوالہ شہر

چوتھی سہ ماہی: اوّل: عبدالہادی طارق۔ ربوہ، دوم: عبدالباری یاسر۔ کراچی، سوم: توقیر احمد آصف صاحب۔ فیصل آباد

تعلیم القرآن میں نمایاں کام کرنے والے اضلاع

اوّل: سیالکوٹ دوم: فیصل آباد سوم: مٹھی

اسناد برائے فری میڈیکل کیمپس

اضلاع	اوّل	ربوہ	408 کیمپس
	دوم	لاہور	405 کیمپس
	سوم	کراچی	167 کیمپس
مجالس	اوّل	راجگڑھ لاہور	120 کیمپس
	دوم	وحدت کالونی	64 کیمپس
	سوم	دہلی گیٹ	50 کیمپس

آئی بنک کی مختلف برانچز کی پوزیشنز

اوّل: برانچ ضلع حیدرآباد دوم: برانچ ضلع اوکاڑہ

انصاراللہ میں جانے والے عہدیداران کیلئے تحائف

☆ **مرکزی عاملہ**

1- مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب نائب صدر اوّل
2- مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب نائب صدر دوم
3- مکرم ظفر اللہ خان طاہر صاحب۔ مہتمم تجنید
4- مکرم شمشاد احمد قمر صاحب۔ مہتمم اشاعت
5- مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب۔ محاسب

☆ **قائدین علاقہ**

1- مکرم عبدالوحید ملک صاحب۔ قائد علاقہ آزاد کشمیر
2- مکرم منصور محمود منہاس صاحب۔ قائد علاقہ بہاولنگر

☆ **قائدین اضلاع**

1- مکرم چوہدری منور علی صاحب قائد ضلع لاہور
2- مکرم عبدالسمیع صاحب۔ قائد ضلع جھنگ
3- مکرم خالد محمود صاحب۔ قائد ضلع سرگودھا
4- مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین بٹ صاحب۔ قائد ضلع خیرپور
5- مکرم کرامت اللہ صاحب۔ قائد ضلع سانگھڑ
6- مکرم نصیر احمد بٹ صاحب۔ قائد ضلع میرپورخاص
7- مکرم عبدالشکور صاحب۔ قائد ضلع مٹھی
8- مکرم ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب۔ نائب قائد علاقہ حیدرآباد

تحائف برائے کارکنان مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

1- مکرم محمد شریف صاحب محرر شعبہ مال
2- مکرم عزیز احمد صاحب کارکن اشاعت
3- مکرم منور احمد صاحب ڈرائیور فائر ٹرک
4- مکرم مقصود اظہر گوندل صاحب کارکن کمپیوٹر
5- مکرم حسین احمد محسن صاحب محرر شعبہ اعتماد

خصوصی انعام از صدر صاحب مجلس

1- مکرم بشیر احمد گجر صاحب قائد ضلع شیخوپورہ
2- مکرم طارق محمود بھٹو صاحب قائد مجلس کوٹ عبدالمالک
3- مکرم عاصم محمود صاحب معتمد ضلع شیخوپورہ

☆☆☆

اُردو ای میل کرنے کے طریق

(مرسلہ: مکرم طاہر محمود بھٹی صاحب۔ چک 166 مراد۔ بہاولنگر)

دورِ جدید میں ای میل، پیغام رسانی کے موثر اور تیز ترین ذرائع میں سے ایک ہے۔ اردو کے نہایت عمدہ softwares نہ ہونے کی وجہ سے میل انگلش زبان میں کرنی پڑتی ہے اور انگلش کمزور ہونے کی وجہ سے انگریزی حروف تہجی سے رومن اردو میں پیغام لکھے جاتے ہیں جن کو لکھنا اور پھر پڑھنا قدرے دشوار ہے اور پھر اپنی زبان والا مزا بھی نہیں آتا۔ اس طریق سے آپ یقیناً مطمئن نہ ہوں گے۔ آیئے آج آپ کو اردو ای میل کرنے کے طریقے بتاتے ہیں۔

سب سے پہلا اور اچھا طریق یہ ہے کہ آپ inpage کھولیں اپنا مطلوبہ پیغام اردو میں لکھیں۔ اب کسی بھی فولڈر میں مثلاً Desktop یا My Document وغیرہ میں فائل کا ایک الگ نام رکھتے ہوئے پیغام Save کرلیں اور Inpage کو close کردیں۔

اب اپنے ای میل ایڈریس کے Compose والے پیج میں جس کو میل بھیجنا ہے اس کا ایڈریس اور Subject لکھنے کے بعد Attachments پر کلک کردیں۔ جس پر ایک نیا پیج کھل جائے گا۔ اب Browse پر کلک کردیں تو ایک Dialog Box کھلے گا وہاں پر اپنے متعلقہ فولڈر کو یعنی جس میں آپ نے اپنی اردو میں لکھی گئی میل Save کی تھی کو select کرلیں اور پھر اپنی فائل کے نام اور پھر open پر کلک کردیں۔ اب آپ کی فائل اور فولڈر جس میں وہ فائل موجود ہے، کا نام Browse والے خانے میں آجائے گا۔ اس کے بعد attach اور پھر ok کے بٹن پر کلک کردیں تو آپ دوبارہ compose والے پیج پر ہوں گے جہاں آپ کی فائل کا نام attachments کے لفظ کے ساتھ لکھا ہوا نظر آئے گا۔ اب آپ یہ میل send پر کلک کرتے ہوئے بھیج دیں۔

اس طریقے سے send کی ہوئی فائل چلانے کے لئے ضروری ہے کہ جس کو میل بھیجی گئی ہے اس کے پاس بھی Inpage ہو۔

Inpage سے میل کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ inpage میں file export کی option میں جاکر فائل کا format تبدیل کرکے اس کو picture file بنا دیا جائے۔ جس کی ایکسٹنشن Gif, Jpg, Bmb وغیرہ ہوسکتی ہے اور پھر اس کو attachment کے ذریعہ send کردیا جائے۔ اس طرح میل بھیجنے سے یہ فائدہ ہے کہ جس کو میل بھیجی جائے اس کے پاس Inpage ہونا ضروری نہیں ہے۔

مندرجہ بالا سہولت computer میں inpage ہونے پر ہی enjoy کی جاسکتی ہے۔ چونکہ اکثریت ای میل کی سہولت کو 'Netcafe' پر جاکر استعمال کرتی ہے اور 'Netcafe' پر موجود کمپیوٹرز میں Inpage کی سہولت کم و بیش ہی دستیاب ہوتی ہے۔ اس لئے دوسرا طریقہ جو قدرے آسان ہے اس سارے جھنجھٹ سے بھی آپ کو نجات دلاتا ہے۔ وہ وہ websites ہیں جو اردو میں ای میل کرنے کی سہولت فراہم کرتی ہیں۔

ان میں سے ایک www.langoo.com ہے۔ اس پر برصغیر میں بولی جانے والے بیشتر زبانوں میں میل کرنے کی سہولت دستیاب ہے۔ اس پر آپ اپنا Net passport بنا کر آسانی سے اردو میں ای میل کرسکتے ہیں۔ Netpassport بناتے وقت site لوڈ کرنے کے

تھے۔ صحابہ کرامؓ آپ کے چہرے سے آپ کی پسند اور ناپسند کا اندازہ لگایا کرتے تھے۔ آپؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ مجلس میں گھل مل کر بیٹھتے تھے جس بات پر وہ ہنستے آپ بھی خوشی کا اظہار فرماتے اور جس بات پر وہ تعجب کا اظہار کرتے آپؐ بھی ایسا ہی کرتے۔ آپ بازاروں میں بہت اونچی آواز میں بات نہ کرتے تھے۔ اسی طرح آپؐ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو اس کا ہاتھ اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک وہ نہ چھوڑتا۔ مجلس میں آنحضرت ﷺ کسی امتیازی جگہ کو تکلف کے ساتھ ڈھونڈ کر نہ بیٹھتے تھے بلکہ جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔

مساوات کا عالمگیر درس

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے احمر و اسود کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ اسی لئے آپؐ دنیا کو سب سے پہلے مساوات کا درس دیتے نظر آتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک مسلمان اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ آپؐ نے رنگ و نسل، امیر و غریب، آقا و غلام کا امتیاز اپنے عمل سے بالکل ختم کردیا۔ آپؐ کبھی پسند نہ فرماتے کہ خود تو بیٹھے رہیں اور دوسرے کام کرتے رہیں۔ چنانچہ مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر میں صحابہؓ کے ساتھ شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔ اسی طرح جنگ خندق کے موقع پر بھی صحابہؓ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ جنگ بدر میں صحابہ کرامؓ کے پاس ستر اونٹ تھے جن پر تین تین چار چار آدمی باری باری سوار ہوتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؓ اور حضرت مرشد غنویؓ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ ۴۴۴ مطبوعہ بیروت)

اسی طرح حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ گھر میں عام انسانوں کی طرح رہتے تھے۔ اپنے کپڑے خود صاف کیا کرتے تھے۔ دودھ دوہ لیا کرتے تھے اور اپنے کام خود کیا کرتے تھے۔ (شمائل الترمذی)

اسی طرح حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مریضوں کی عیادت کو جاتے تھے، جنازوں میں شرکت فرماتے تھے اور گدھے کی سواری میں بھی عار محسوس نہ کرتے تھے اور اگر کوئی غلام بھی آپ کو بلاتا اس کا جواب دیتے تھے اور جب بنی قریظہ کی طرف تشریف لے گئے تو ایک گدھے پر سوار تھے جب کہ لگام کھجور کی چھال کی بنی ہوئی تھی اور اس کی زین بھی کھجور کی چھال کی تھی۔ (شمائل الترمذی)

غرض آنحضرت ﷺ نے مساوات کا اپنے عمل سے ایک عالمگیر درس دیا۔ خدا تعالیٰ نے جو آپ کو مقام و مرتبہ عطا کیا تھا اس کو بیان کرتے مگر ساتھ ہی ”لافخر“ بھی کہتے یعنی اس بات میں کوئی فخر نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اپنی تعریف کرنے میں بے جا غلو سے منع فرمایا اور فرمایا کہ میری تعریف میں اس طرح غلو سے کام نہ لو جس طرح کا غلو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ (کو خدا کا بیٹا قرار دے کر) کیا ہے بلکہ میں تو صرف اللہ کا ایک بندہ ہوں پس تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو“۔

(شمائل الترمذی۔ باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ)

^^^^^^^^^^^^^^^^^^^^^^^^

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

”میں اس لئے آیا ہوں تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں“۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ)

بعد Home page پر پہلے "اردو" پر کلک کردیں پھر Sign up پر کلک کرتے ہوئے ای میل ID کا فارم پُر کریں۔ فارم پُر کرتے وقت Keyboard option میں urdu Phonetic keyboard کی بجائے keyboard option کی select کو کریں۔ اس سے آپ کو یہ سہولت رہے گی کہ اردو keyboard کا view آپ کو مانیٹر کی سکرین پر نظر آتا رہے گا اور آپ اردو کے حروف تہجی کو سہولت کے ساتھ Mouse pointer کے ذریعہ کلک کر کے بھی لکھ سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک بات کی مزید وضاحت کردوں کہ بعض حروف تہجی shift دبانے کے بعد ظاہر ہوتے ہیں وہ mouse point کے ذریعہ Active نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ shift دبا کر وہ بٹن جس پر متعلقہ حرف موجود ہے، کو key board سے دبانے پر ہی لکھا جا سکے گا۔

دوسری website جس پر آپ اپنا ای میل ایڈریس بنا کر اردو میں میل کرسکتے ہیں یہ ہے۔

www.pakdata.com/ruqqa/

تیسرا طریق یہ ہے کہ آپ انسٹنٹ میسنجر کا پروگرام اپنے کمپیوٹر یا کلب پر موجود کمپیوٹر میں Download کرلیں۔ یہ پروگرام www.meraurdumessenger.com سے بذریعہ کریڈٹ کارڈ قیمتاً download کیا جاسکتا ہے۔ اس پروگرام کی CD بھی ننانوے روپے میں دستیاب ہے۔ اس پروگرام میں اردو ای میل کرنے، اردو chat اور typing tutor، اردو انگلش Dictionery کے علاوہ اور بھی بہت سی سہولتیں میسر ہیں۔ اس طرح آپ اردو زبان میں ای میل کر کے اپنی زبان میں احسن طریق سے اپنا مافی الضمیر ادا کرسکیں گے۔

☆☆☆

آج بازار میں پا بجولاں چلو

چشم نم ، جانِ شوریدہ کافی نہیں
تہمتِ عشق پوشیدہ کافی نہیں
آج بازار میں پا بجولاں چلو!
دست افشاں چلو ، مست و رقصاں چلو
خاک بر سر چلو ، خوں بداماں چلو
راہ تکتا ہے سب شہر جاناں چلو
حاکمِ شہر بھی ، مجمعِ عام بھی
تیر الزام بھی ، سنگِ دشنام بھی
صبحِ ناشاد بھی ، روزِ ناکام بھی
ان کا دم ساز اپنے سوا کون ہے
شہرِ جاناں میں اب با صفا کون ہے
دستِ قاتل کے شایاں رہا کون ہے
رختِ دل باندھ لو دل فگارو چلو
پھر ہمیں قتل ہو آئیں یارو چلو

(فیض احمد فیض)

ہنسنا منع ہے

(مکرم انعام الحق بٹ صاحب۔ ربوہ)

چھپر پھاڑ کے

ایک دوست دوسرے دوست سے: یار اگر اللہ تمہیں چھپر پھاڑ کے پیسے دے دے تو تم کیا کرو گے؟

دوسرا دوست: یار میں سب سے پہلے چھپر کی مرمت کرواؤں گا۔

گنجا

ایک گنجا ریل میں سفر کر رہا تھا ریل میں بھیڑ بہت تھی۔ ایک نوجوان گنجے کی طرف بڑھا تو گنجا بگڑ کر بولا۔

"ارے بھائی کیا تم میرے سر پر بیٹھو گے؟"

نوجوان نے کہا۔ "اجی مجھے کیا پھسل کر مرنا ہے"

فقیر

ایک فقیر نے دروازے پر سوال کیا۔

میم صاحب: "معاف کرو اس وقت کچھ نہیں ہے۔"

فقیر: "تو پیسے ہی دے دیجئے۔"

میم صاحب: "میرے پاس پیسے بھی نہیں ہیں۔"

فقیر: "اچھا تو کوئی کپڑا ہی دے دیجئے۔"

میم صاحب: "کہہ دیا نا کہ کچھ نہیں ہے۔"

فقیر: "تو ایسا کریں آپ بھی میرے ساتھ چلیے۔ دونوں مل کے مانگیں گے۔"

بیوی

ایک دوست: "جس دن میری بیوی واپس آئی میرے گھر میں چوری ہوگئی۔"

دوسرا دوست: "کسی نے سچ ہی کہا ہے مصیبت اکیلی نہیں آتی۔"

سونے کا کپ

ایک شوہر ہانپتا ہوا گھر میں داخل ہوا اور اس نے جیب سے ایک سونے کا کپ نکال کر الماری میں رکھ دیا۔ بیوی یہ دیکھ رہی تھی۔ جب وہ الماری کے پاس سے ہٹا تو اس نے پوچھا۔

"آپ کو یہ کپ کیسے ملا؟"

شوہر نے بتایا۔ "میں تیز دوڑ میں اول آیا ہوں۔"

بیوی نے کہا۔

"واہ واہ دوسرے اور تیسرے نمبر پر بھی تو کوئی آیا ہوگا۔"

شوہر۔ "ہاں کیوں نہیں، دوئم پولیس والا اور سوئم دکان کا مالک"

قانون کی کتاب

چوری کے مقدمے میں ملزم کی طرف سے وکیل نے صفائی پیش کرتے ہوئے جج سے کہا۔

"مائی لارڈ' قانون کی کتاب کے صفحہ نمبر 15 کے مطابق میرے موکل کو باعزت بری کیا جائے۔"

یہ سن کر جج نے وکیل سے کہا۔ "کتاب پیش کی جائے۔"

وکیل نے کتاب پیش کی۔ جج نے صفحہ نمبر 15 کھولا تو سو سو کے 5 نوٹ رکھے تھے۔ جج نے کہا۔

"اسی طرح کے دو اور ثبوت پیش کیے جائیں۔"

☆ ☆ ☆

بچوں کی تربیت

(مرتبہ: مکرم احمد طاہر مرزا صاحب)

ہمارے مہدی علیہ السلام کی حیات طیبہ میں سے بچوں کی تربیت کے بارہ میں بعض واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔ جن سے آپ کی بچوں سے شفقت ومحبت بھی ظاہر ہوتی ہے اور تربیت واصلاح کے مختلف انداز بھی معلوم ہوتے ہیں۔

یہ تمام روایات حضرت خان محمد یحیٰی صاحب ابن حضرت مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب آف شاہ آباد ضلع ہردوئی کی بیان کردہ ہیں۔ جنہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں قادیان میں حاصل کی۔

بچوں کی دلجوئی

"باہر سے اکثر احباب تشریف لاتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پس خوردہ کے خواہشمند ہوتے تھے۔ چونکہ بورڈرز میں سے مَیں چھوٹا تھا اور اندر جایا کرتا تھا۔ احباب کی فرمائش پر پس خوردہ لانے کے لئے تیار ہوجایا کرتا تھا۔ کھانے کا وقت ہوا تو حضرت (اماں جان) سے عرض کرنے پر پس خوردہ مل گیا۔ کھانے کا وقت نہ ہوتو بھی حضور علیہ السلام پس خوردہ کی خواہش معلوم کر کے ازراہ شفقت روٹی منگوا کر اس میں سے ایک لقمہ کھا کر بقیہ دے دیا کرتے تھے۔ جسے میں خوشی خوشی لا کر ان خواہشمند دوستوں کو دے دیا کرتا تھا جنہوں نے منگوایا ہوتا تھا"۔

(الفضل قادیان 8 جولائی 1942ء)

بچوں سے شفقت

"حضرت (اماں جان) کو کسی کام کی ضرورت پیش آتی تو ہم بورڈنگ تعلیم الاسلام کے چھوٹے چھوٹے بچے جو اُن دنوں موجودہ مدرسہ احمدیہ میں ہی رہتے تھے، کام کرنے کی خاطر شوق سے آجاتے۔ مجھے یاد ہے کہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم بچوں کے متعلق دریافت فرماتے۔ یہ کون ہے۔ وہ کون ہے؟ خاکسار کے متعلق ایک مرتبہ دریافت فرمایا تو حضرت (اماں جان) نے فرمایا۔ انوار حسین صاحب آموں والے کے لڑکے ہیں۔ فرمانے لگے کہ اس کو کہو کہ بیٹھ جائے اور کام نہ کرے۔ مجھے بٹھا دیا اور دوسرے لڑکے کام کرتے رہے"۔

(الفضل قادیان 8 جولائی 1942ء)

تکلیف کا احساس

"ایک مرتبہ سخت سردی پڑی۔ جس سے ڈھاب کا پانی بھی جمنے لگا۔ ان ایام میں مَیں گرم علاقہ کا رہنے والا ہونے کے باعث سردی زیادہ محسوس کرتا تھا اور بورڈنگ میں تقریباً سب لڑکوں سے چھوٹا تھا۔ فجر کی نماز کے لئے جانے میں بھی سردی محسوس کرتا تھا۔ حضور سے غالباً ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے سابق مہر سنگھ نے ذکر کیا ہوگا۔ انہوں نے ایک دن میرے پاس آ کر کہا کہ حضور نے فرمایا ہے: اس چھوٹے بچے کو

سردی میں تکلیف ہوتی ہے۔اس لئے اسے (بیت الذکر) میں نمازِ فجر کے لئے نہ لے جایا کرو۔اس دن سے مجھے فجر کی نماز سردیوں بھر بورڈنگ میں ادا کرنے کا حکم مل گیا۔

(الفضل قادیان 8 جولائی 1942ء)

چھوٹے بچوں کے روزے

''ایک دفعہ ہم حضور کے ہمراہ نہر تک گئے اور رمضان کا مہینہ تھا۔ پیاس لگی ہوئی تھی۔حضور کو معلوم ہوا کہ بعض چھوٹے بچوں کا روزہ ہے تو حضور نے فرمایا: ان کا روزہ تڑوا دو۔بچوں کا روزہ نہیں ہوتا۔اس حکم پر ہم نے نہر سے خوب پانی پیا اور حضور سے رخصت ہوکر واپس قادیان چلے آئے''۔(الفضل قادیان 8 جولائی 1942)

بچے واپس چلے جائیں تھک جائیں گے!

''ایک مرتبہ حضور علیہ السلام بہلی میں سوار ہوکر گورداسپور کسی مقدمہ کی تاریخ پر جارہے تھے اور ہم بورڈران بھی دور تک حضور کو پہنچانے کے لئے جارہے تھے میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے ساتھ جو میرے ہم عمر ہیں،کھیلتا جارہا تھا۔وہ بہلی میں تشریف رکھتے تھے اور میں ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔راستہ میں جو آک پڑتے،ان کے پھول توڑ کر ان کو دیتا جن کو دبانے سے پٹاخے چلتے۔پھر اور توڑ کر دیتا۔جب ہم اور کچھ دور پہنچے تو حضور علیہ السلام نے ایک گنے کا ٹکڑا مجھے دیا اور فرمایا۔ لو پیاس لگ گئی ہوگی۔میں نے چوس لیا۔پھر کچھ فاصلہ پر پہنچ کر فرمایا۔اب بچے واپس چلے جائیں۔تھک جائیں گے۔ہم رخصت ہوکر واپس آگئے''۔

(الفضل قادیان 8 جولائی 1942ء)

****

خود بخود پہنچے ہے گل، گوشۂ دستار کے پاس

مژدہ، اے ذوق اسیری! کہ نظر آتا ہے
دام خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس

جگرِ تشنۂ آزار، تسلی نہ ہوا
جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس

مند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، ہے ہے
خوب وقت آئے تم اس عاشقِ بیمار کے پاس

میں بھی رک رک کے نہ مرتا، جو زباں کے بدلے
دشنہ اک تیز سا ہوتا، مرے غمخوار کے پاس

دہنِ شیر میں جا بیٹھیے، لیکن اے دل!
نہ کھڑے ہوجیے خوبانِ دل آزار کے پاس

دیکھ کر تجھ کو، چمن بسکہ نمو کرتا ہے
خود بخود پہنچے ہے گل، گوشۂ دستار کے پاس

مر گیا پھوڑ کے سر غالبؔ وحشی، ہے ہے!
بیٹھنا اُس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس

(غالبؔ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا بلند مقام

(مرسلہ: مکرم شفیق احمد جج صاحب)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات میں اپنے مخلص اور جاں نثار خدام میں سے سب سے بڑھ کر جس وجود کو تعریفی کلمات سے نوازا ہے وہ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل ہیں جن کا ذکر آپ نے نہ صرف اپنی کتابوں میں فرمایا بلکہ اشتہاروں، خطوط اور تقاریر میں بھی آپ کے بلند مقام اور علو مرتبت کا بڑی کثرت سے تذکرہ فرمایا۔ اس ضمن میں حضور علیہ السلام کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔

روحانی بھائی

''میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام اُن کے نور اخلاص کی طرح نوردین ہے۔ میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ (دین حق) کے لئے وہ کر رہے ہیں، ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے، اُس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے''۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے، جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے، محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ مَیں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں''۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35)

محبت واخلاص کے جذباتِ کاملہ

''مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور ان کی

غمخواری اور جان نثاری جیسے اُن کے قال سے ظاہر ہے اس سے بڑھ کر اُن کے حال سے، اُن کی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کردیں۔ اُن کی روح محبت کے جوش اور مستی سے اُن کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے اور ہر دم اور ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں''۔ (فتح اسلام روحانی خزائن جلد3 صفحہ 37)

علوم میں فاضلِ جلیل

''حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ درجہ کی معلومات رکھتے ہیں۔ فلسفہ اور طبعی قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں۔ ہر ایک فن کی کتابیں بلاد مصر و عرب و شام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ طیار کیا ہے اور جیسے اور علوم میں فاضل جلیل ہیں مناظرات دینیہ میں بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہیں۔ بہت ہی عمدہ کتابوں کے مولف ہیں۔ حال میں کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ میں جواہرات سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے''۔

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد3 حاشیہ صفحہ 37)

اوّل درجہ کے ناصر

''حبی فی اللہ مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی۔ مولوی صاحب ممدوح کا حال کسی قدر رسالہ فتح اسلام میں لکھ آیا ہوں لیکن ان کی تازہ ہمدردیوں نے پھر مجھے اس وقت ذکر کرنے کا موقعہ دیا۔ اُن کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے، میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل بیان کرسکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے (دین) اور (مومنوں) کے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اوّل درجہ کے نکلے۔ مولوی صاحب موصوف اگرچہ اپنی فیاضی کی وجہ سے اس مصرع کے مصداق ہیں کہ

قرار در کف آزادگاں نگیرد مال

لیکن پھر بھی انہوں نے بارہ سو روپیہ نقد متفرق حاجتوں کے وقت اس سلسلہ کی تائید میں دیا اور اب بیس روپے ماہواری دینا اپنے نفس پر واجب کر دیا اور ان کے سوا اور بھی ان کی مالی خدمات ہیں جو طرح طرح کے رنگوں میں ان کا سلسلہ جاری ہے۔ میں یقیناً دیکھتا ہوں کہ جب تک وہ نسبت پیدا نہ ہو جو محبّ کو اپنے محبوب سے ہوتی ہے تب تک ایسا انشراح صدر کسی میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ اُن کو خدا تعالیٰ نے اپنے قوی ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور طاقت بالا نے خارق عادت اثر اُن پر کیا ہے۔ انہوں نے ایسے وقت میں بلاتردّد مجھے قبول کیا کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا تھا اور بہتیرے سُست اور متذبذب ہوگئے تھے تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعویٰ کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے۔ اٰمنّا وَ صَدَّقْنَا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد3 صفحہ 520,521)

راستبازوں کا ایک نمونہ

''مولوی صاحب نے وہ صدق قدم دکھلایا جو مولوی صاحب کی عظمت ایمان پر ایک محکم دلیل ہے۔ دل میں از بس آرزو ہے کہ اور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں۔ مولوی صاحب پہلے راستبازوں کا ایک نمونہ ہیں۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ وَاَحْسَنَ اِلَیْھِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 522)

ہر یک ز امت نوردیں بودے

''مولوی حکیم نوردین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی (دین حق) میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرتِ مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا۔ مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا اُن میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے۔ مولوی صاحب موصوف اب تک تین ہزار روپیہ کے قریب للہ اس عاجز کو دے چکے ہیں اور جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بُودے

ہمیں بُودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بُودے''

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 407)

پر جوش مردان دین

''پر جوش مردان دین سے مراد اس جگہ اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ہیں جنہوں نے گویا اپنا تمام مال اسی راہ میں لٹا دیا ہے''۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 حاشیہ صفحہ 35)

قرآنی معارف کا ذخیرہ

''ہماری جماعت میں اور میرے بیعت کردہ بندگانِ خدا میں ایک مرد ہیں جو جلیل الشان فاضل ہیں اور وہ مولوی حکیم حافظ حاجی حرمین نورالدین صاحب ہیں، جو گویا تمام جہان کی تفسیریں اپنے پاس رکھتے ہیں اور ایسا ہی ان کے دل میں ہزارہا قرآنی معارف کا ذخیرہ ہے''۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 500)

اوّل مہاجر

''براہین احمدیہ میں (.....) الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کئی مخلص لوگ اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے میرے مکان کے بعض حصوں میں مع عیال مقیم ہیں جن میں سے سب سے اوّل اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب ہیں''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 234، 235)

شمع روشن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 4 اکتوبر 1899ء کو ''من انصاری الی اللہ'' کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کروایا اس میں حضرت مولوی نورالدین صاحب کی پاکیزہ سیرت ان الفاظ میں رقم فرمائی:-

''اوّل درجہ پر ہمارے خالص مخلص حِبی فی اللہ مولوی حکیم نورالدین صاحب ہیں جنہوں نے نہ صرف مالی امداد کی بلکہ دنیا کے تمام تعلقات سے دامن جھاڑ کر اور فقیروں کا جامہ

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان 2003-2004ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان 04-2003 کے لئے درج ذیل عہدیداران کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

والسلام
خاکسار
سید محمود احمد
صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

عہدہ	نام
نائب صدر اوّل	مکرم سلیم الدین صاحب
نائب صدر دوئم	مکرم ظہیر احمد خان صاحب
معتمد	مکرم نصیب احمد صاحب
مہتمم خدمت خلق	مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
مہتمم تربیت	مکرم نصیر احمد انجم صاحب
مہتمم تربیت نومبائعین	مکرم مرزا فضل احمد صاحب
مہتمم مال	مکرم اکبر احمد صاحب
مہتمم تعلیم	مکرم فرید احمد نوید صاحب
مہتمم عمومی	مکرم اسداللہ غالب صاحب
ایڈیشنل مہتمم عمومی	مکرم عتیق الرحمٰن صاحب
مہتمم صحت جسمانی	مکرم رفیق احمد ناصر صاحب
مہتمم وقار عمل	مکرم میر مظفر احمد صاحب
مہتمم صنعت وتجارت	مکرم سید میر محمود احمد صاحب
مہتمم تحریک جدید	مکرم مرزا ناصر انعام صاحب
مہتمم اصلاح وارشاد	مکرم امین الرحمٰن صاحب
مہتمم تجنید	مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب
مہتمم امور طلباء	مکرم مشہود احمد صاحب
مہتمم اشاعت	مکرم اسفندیار منیب صاحب
مہتمم اطفال	مکرم حافظ خالد افتخار صاحب
مہتمم مقامی	مکرم حافظ راشد جاوید صاحب
محاسب	مکرم افتخاراللہ سیال صاحب
معاون صدر	مکرم فرید احمد ناصر صاحب
معاون صدر	مکرم مظفر احمد قمر صاحب